

جبین عشق کا سجدہ



نور علی نور

بِسْمِ رَبِّ الْاَرْبَابِ

جَبینِ عَشْقِ کَا سَجْدَہ

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

نور علی نور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

- کتاب نام جبین عشق کا سجدہ
موضوع شاعری (مدح محمدؐ و آل محمدؐ)
نتیجہ فکر نور علی نور (نور الدین)
انتخاب کلام اسد آغا لکھنوی
ترتیب وسیم رضا راجو
اہتمام حسنین عبدالحسین ماؤجی
تعاون خصوصی نثار آرٹ پریس لاہور
سرورق نوید قریشی
ترتیب و آرائش ارشاد علی انجم
کمپوزنگ محمد یوسف شہیدی
سن اشاعت 2013
تعداد 1200
قیمت پاکستان 300 روپے

..... **النور پبلشرز:**

طارق روڈ کراچی فون: 0312-5121211



کرم نوازی

کریم کر بلا

انشاب

سوارِ دوشِ پیمبرؐ کی سواری

ذوالجناح

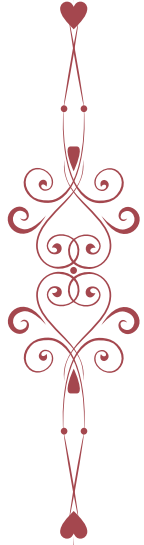
کے نام

شیرؑ کی عظمت ہو بیاں کیسے، کہ مجھ سے
پوری نہ ہوئیں عظمتِ رہوار کی باتیں



اہلِ عشق

ہماری موت بھی بنتی ہے باعثِ مجلس
ہم اپنی موت بھی نذرِ امام کرتے ہیں
ہم اہلِ عشق کا رشتہ ہے اُس قبیلے سے
جہاں کٹے ہوئے سر بھی کلام کرتے ہیں

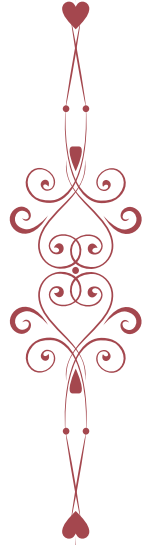


ترتیبِ سجدہ

- ۱- جبین عشق کا سجدہ (دیباچہ) نور علی نور..... 10
- ۲- بچے بخشش یہی سوغات لے کر آ گیا ہوں. (نعت) 15
- ۳- فاتحہ قبر سے مکالمہ..... 16
- ۴- فنا اور کر بلا مسدس..... 17
- ۵- جدِ آئمہ معصومین 24
- ۶- محسنِ اسلام مسدس..... 25
- ۷- راز 31
- ۸- لباسِ بشریت 31
- ۹- علیؑ چلے تو خدا کا نظام چلتا ہے 32
- ۱۰- مدحِ علیؑ بزرگانِ جلی مسدس..... 34
- ۱۱- علوئے علیؑ 41
- ۱۲- عقل سے پہلے 41
- ۱۳- دلیلِ عشق 42
- ۱۴- عبادت کا نشان 42



- ۱۵۔ سن قلندر کی صدا..... مسدس..... 43
- ۱۶۔ اقیم الصلاة..... 48
- ۱۷۔ مالک کعبہ..... 48
- ۱۸۔ میں با کمال ہوں میری دعا کمال کی ہے..... 49
- ۱۹۔ حجاب توحید..... 50
- ۲۰۔ بتولؑ کی چادر..... 50
- ۲۱۔ قرآن درود پڑھتا ہے..... 51
- ۲۲۔ محتاج نہیں..... 51
- ۲۳۔ عظمت جناب سیدہ..... مسدس..... 52
- ۲۴۔ شافعِ حُرّ..... 59
- ۲۵۔ در سیدہ کی عطا چل رہی ہے..... 60
- ۲۶۔ یہ گھر بتولؑ کا ہے..... مسدس..... 61
- ۲۷۔ حسینؑ سے پہلے..... 67
- ۲۸۔ معراجِ حُسن..... 67
- ۲۹۔ خطبہٴ مولا حسنؑ..... مسدس..... 68
- ۳۰۔ اعتبارِ قلم..... 75
- ۳۱۔ شام ہو جاتی..... 75
- ۳۲۔ میں حسنؑ کا ہوں قلم..... مسدس..... 76
- ۳۳۔ زمیں پہ عکس احد کو حسینؑ کہتے ہیں..... 81
- ۳۴۔ مثالِ خالقِ اکبر حسینؑ بولے گا..... 82

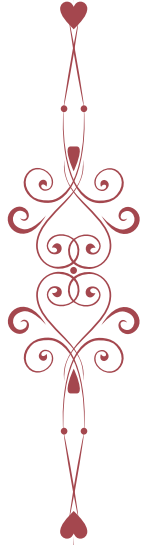




- 84..... سجدے تلاش کرتے ہیں ۳۵
- 84..... عبادتوں کی عبادت ۳۶
- 85..... سفینہٴ نجات حسینؑ مسدس ۳۷
- 93..... سرکون اٹھائے ۳۸
- 93..... خدا خود شریک ہے ۳۹
- 94..... اسے سمجھ کے مصلہ نماز پڑھتا ہے ۴۰
- 97..... باندھا ۴۱
- 97..... کعبہ کر بلا کا سنگِ اسود (جنابِ جونؑ) ۴۲
- 98..... طبیبِ فطرس حسینؑ کا جھولا مسدس ۴۳
- 103..... کر بلا کے دشت میں منظر بہ منظر آیتیں ۴۴
- 105..... بنایا شاہ نے کعبے کا کعبہ کر بلا میں ۴۵
- 107..... چھایا ہوا ہے کعبے پہ کرب و بلا کا رنگ ۴۶
- 108..... سلطان کر بلا مسدس ۴۷
- 114..... سجدہ شکر ہوا، رب کی رضا جیت گئی ۴۸
- 116..... مرے ہر خواب کی تعبیر لکھنا آ گیا ۴۹
- 117..... حُسنِ حسینؑ ۵۰
- 118..... بولتی ناؤ علیؑ ۵۱
- 118..... بتوں کا لہجہ ۵۲
- 119..... زینتِ حیدر ۵۳
- 119..... تاریخ کا رخ ۵۴



- ۵۵۔ خدیجہؓ کربلا..... مسدس..... 120
- ۵۶۔ بولتی تفسیر..... 125
- ۵۷۔ محافظ نسل محمدؐ..... 125
- ۵۸۔ شریکتہ الحسنین..... مسدس..... 126
- ۵۹۔ کرم رب کا ہوا، رب کے کرم تک آ گیا ہے..... 133
- ۶۰۔ معجزہ یہ پیاس کا دیکھا درعباسؑ پر..... 134
- ۶۱۔ معراج سخاوت..... 136
- ۶۲۔ ہاتھ کھلا ہے..... 136
- ۶۳۔ پانی پہ قبضہ کر لیا..... 137
- ۶۴۔ بے شیر کھیلے گا..... 137
- ۶۵۔ خلقت خواہش سیدہ..... مسدس..... 138
- ۶۶۔ جلالِ علمدار..... 145
- ۶۷۔ عباسؑ کے ہاتھ..... 145
- ۶۸۔ نیزہ عباسؑ..... مسدس..... 146
- ۶۹۔ فرات پر..... 151
- ۷۰۔ باب الحوائج..... 151
- ۷۱۔ حسینؑ جانے کے کیا ہے حسینؑ کا عباسؑ..... مسدس..... 152
- ۷۲۔ یہ ہے عباسؑ یہ ہر خواب کو تعبیر کرتا ہے..... 159
- ۷۳۔ سجدوں کا مستود (مولا سید سجادؑ)..... مسدس..... 160
- 164..... (عزادار بنا ہے)



- ۱۶۵..... اصغر کے پاؤں ۷۴-
- ۱۶۵..... علی کھیل رہا ہے ۷۵-
- ۱۶۶..... تلوار اٹھاتا ۷۶-
- ۱۶۶..... ۹ لاکھ کھلونے ۷۷-
- ۱۶۷..... تو کیا ہوا کہ جو بے شیر ہے علی اصغر ۷۸-
- ۱۶۸..... سورما ۷۹-
- ۱۶۸..... مسکرانا جانتا ہے ۸۰-
- ۱۶۹..... خواب آ کر مل گیا تعبیر سے ۸۱-
- ۱۷۰..... علی اصغر کے چہرے میں ۸۲-
- ۱۷۱..... معانی زنجِ عظیم (مولا اصغر) مسدس ۸۳-
- ۱۷۶..... ملی ہے غموں کی دوا کربلا سے ۸۴-
- ۱۷۸..... اذان علی اکبر ۸۵-
- ۱۷۹..... سر اپائے رسولؐ شہزادہ علی اکبر مسدس ۸۶-
- ۱۸۵..... کرتے ہیں عزا دار، عز ایک ہی جیسی ۸۷-
- ۱۸۷..... عشق عباس ۸۸-
- ۱۸۸..... ماتمی ہوں میں مسدس ۸۹-
- ۱۹۴..... ملکہ ایثار و وفا (شہزادی فضا) مسدس ۹۰-
- ۲۰۱..... جو سفر نوب کا ہے معیار خون میں ۹۱-
- ۲۰۲..... ذوالجناح - میں ہوں رہو اور حسین مسدس ۹۲-

جبین عشق کا سجدہ

صنفِ شاعری کو اظہارِ مودت کے لئے استعمال کرنے کی روایت کب سے رائج ہے اس کا جواب تو شاید کبھی نہ مل سکے۔ مگر ایک بات طے ہے کہ کوئی بھی دورِ زمانی و مکانی شاعری کے بغیر نہیں رہا۔ معلوم تاریخ گواہ ہے کہ اظہارِ محبت و مودت کے ساتھ ساتھ اظہارِ نفرت اور ذاتی و کائناتی دکھوں کے بیان کے لئے بھی شاعری کا سہارا لیا جاتا رہا۔ شاعری کب اعلیٰ ادبی معیارات میں ڈھلتی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شعر میں مخاطب کس قدر قامت کا حامل ہے۔ اور شعر میں کون سی کائناتی سچائی قلم بند کی گئی ہے۔ بڑی شاعری ہمیشہ وہ شاعری بنی ہے جو اپنے موضوع میں وسیع رہی۔

شاعری نے ہر دور میں اپنے پیرائے تبدیل کئے۔ شاعری کبھی غزل کے روپ میں اظہارِ ذات کی ترجمان بنی تو کبھی نظم کے روپ میں ذات و کائنات کے موضوعات پر بات کرتی رہی۔ جہاں کوئی دورِ شاعری سے خالی نہیں گیا وہیں کوئی ایسی زبان بھی نہیں گزری جس میں شعر نہ کہا گیا ہو۔ وہ زبانیں جو تاریخ سے پہلے بولی جاتی رہیں ان میں بھی ایسے شواہد ملے ہیں کہ شعر کہا جاتا رہا ہے۔ اگر ہم اُس دور کی بات کریں جب تصویری زبان رائج تھی تو اُس میں بھی کچھ نقوش ایسے ہیں جو شاعری ہی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

درج بالا گفتگو سے اس بات کو سمجھنے میں اتنی آسانی تو ہو گئی ہوگی کہ شاعری کی عمر اور کائنات کی عمر شاید برابر ہی ہے۔ اگر اسی بات کا مذہب کے

اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو شاید بات اس سے پہلے کے دور میں چلی جائے گی کہ جب نہ زمان تھا اور نہ مکان۔ اُس دورِ لازمان و لامکان میں کچھ ہستیاں ایسی تھیں جو اپنے خالق کی صفات کی ثناء میں مشغول تھیں اور خالق خود اپنی تخلیق پر نازاں تھا۔ اگر عبد کی ثناء گزاری اور معبود کی ناز برداری کو شاعری ہی کی ایک طرز سمجھا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ دورِ لازمان و لامکان کا وہی کلامِ لازوال و بے مثال الہامی کتابوں کی صورت پیغمبروں پر نازل ہوا۔ آپ میری ان باتوں کو قبول کرنے یا رد کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔

میرا زیرِ نظر مجموعہ کلام اُن ہستیوں کی ثناء و حمد پر مبنی ہے جن کی عبودیت پر معبود کو خود ناز ہے اور جو ہر زمان و مکان میں اللہ کی پہچان کا باعث بنیں۔

اس سے پہلے میری غزلوں کے ۲ مجموعے بنا مکمل اور بے ترتیب منظر عام پر آئے اُن کے بارے احباب کی ستائش اور پزیرائی جو میرے حصے میں آئی اُس پر میں ہمیشہ دوست احباب کا ممنون و تشکر رہا ہوں۔ میری اُس کج معنیابی کو جس طرح شعر شناسوں نے پسند کیا شاید میں اُس کا اتنا حقدار نہیں تھا۔ یہ رب الشہداء کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس ذات واجب نے مجھے اُن حسیوں کی ثناء گزاری کے لئے منتخب کر لیا جن کی شان میں قصیدہ کہنا خود اُس کا طریق ہے۔ سورہ الحمد سے والناس تک کئی آیات میری بات کی تصدیق کرتی نظر آئیں گی۔

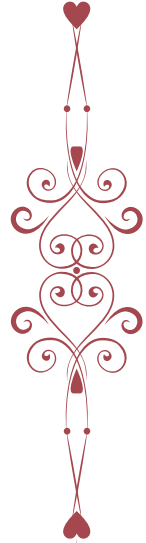
1992 میں زندگی نے ایک کروٹ لی۔ ایک ایسی کروٹ کہ جس نے میری پچھلی زندگی کو شمار حیات سے خارج کر دیا۔ اُس کے بعد شاعری کا قبلہ بھی در آلِ محمد ہو گیا۔ ورق کی جانماز پر مقاصدِ الٰہیہ کے ترجمانوں کی ثناء گزاری



کے سجدے میری قضائے عمری ادا کرتے چلے گئے۔

میں تاریکیوں سے روشنی تک کن مراحل سے گزر کر پہنچا یہ موضوع اپنی جگہ ایک الگ کتاب کا متقاضی ہے۔ ان چند صفحات میں اس کا تفصیلی ذکر ممکن نہیں۔ اگر زندگی نے اپنے منطقی انجام تک پہنچنے سے پہلے کچھ لمحے فراغت کے دئے تو سب واقعات بہ تفصیل کتاب کی صورت میں نذر قارئین کروں گا۔

2007 میں ایک کتاب **اقلیم وفا** میرے بہت پیارے دوست احسن نقوی شہید کی کاوشوں سے شائع ہوئی جس پر مولا کریم سے بہت عزت عطا ہوئی اُس میں صرف علمدار وفا حضرت عباسؑ کی شان میں قصائد، قطعات، اور مرثیہ شامل تھا۔ ۳ ایڈیشن شائع ہونے کے باوجود بہت سے احباب تک وہ کتاب نہیں پہنچ سکی۔ دوستوں کے مستقل اسرار کی وجہ سے اب اپنی کچھ کاوشیں پھر نذر قارئین کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ اس میں سب سے پہلے تو میں ذکر کروں گا برادر م **حسنین عبدالحسین ماؤجی** کا کہ جن کا بے حد اسرار اور تعاون اگر شامل حال نہ ہوتا تو شاید **جبین عشق کا سجدہ** پیشانی ہی میں رہ جاتا۔ محترم **نثار علی شیخ** (نثار آرٹ پریس) کا بھی دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے میرے عشق کے سجدوں کے لئے مصلے کا اہتمام کیا۔ آج کل شہادت کی ہوا بہت تیز چل رہی ہے۔ کیا خبر وہ کب مجھ تک پہنچ جائے اسی لئے ضروری سمجھا کہ ورق کے مصلے پر عشق کا سجدہ ادا کر دیا جائے اس سے پہلے کہ نماز مودت قضا ہو جائے۔ ابھی میری **جبین عشق** میں بہت سجدے باقی ہیں جو انشاء اللہ اپنے وقت پر ادا کرتا رہوں گا۔ مجھے کبھی



بھی یہ زعم نہیں رہا ہے کہ میں نے کوئی بہت اعلیٰ کلام لکھ دئے ہیں۔ ہاں یہ فخر ضرور رہا ہے کہ آل محمدؑ نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے وہ بہت کم کم لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔ آل محمدؑ کی یہ عطا میری اوقات سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ بھی عرض کر دوں کہ میرے تقریباً تمام منقبتی کلام بہت عمدہ ادائیگی کے ساتھ ملک کے بہترین منقبت گزاروں نے پیش کئے ہیں۔ اُن سب کے لئے دعا گو ہوں کہ مولا کی بارگاہ سے اُنہیں مزید عزت و توقیر عطا ہو۔ اگر سب کے اسمائے گرامی یہاں لکھنا چاہوں تو ایک طویل فہرست بن جائے گی۔

آخر میں مجھ پر واجب آتا ہے کہ میں اجسادِ نورانیہ کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے ساتھ ساتھ اپنے چاہنے والوں اور دوست احباب کا شکر یہ بھی ادا کروں کہ جن کی محبت ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے۔

کراچی میں برادرِ شیخ نایاب حیدر محترم کی محبتوں کا قرض میں کبھی نہیں چکا سکتا۔ برادرِ مسد آغا۔ وسیم رضا راجو۔ ایس ایم نقی۔ عارف کربلائی۔ سرفراز سکندر۔ قنبر علی۔ نشاط نقوی۔ ذوالفقار علی باوا۔ حسنین عباس پولو۔ رضوان زیدی۔ شہر مصطفیٰ۔ دانش رضوی۔ آصف علی۔ علی رضوی۔ جاوید اختر بھائی۔ کامل بھائی۔ وسیم رضوی۔ عدیل رضا اور دیگر تمام دوست احباب کی محبتوں کا بے حد ممنون ہوں۔ لاہور میں پوری شیخ برادری مخصوص شیخ علی جاوید جعفری اور شیخ فیاض حیدر کا ممنون ہوں کہ جنہوں نے اپنے گھر کا فرد سمجھتے ہوئے عزت سے نوازا۔ ساتھ ہی ساتھ محترم اسد رضا منگلہ۔ برادرِ منصور جعفری۔ برادرِ زیشان ریاض اور محترم شیخ قیصر بھائی کا بھی ممنون ہوں۔ اسلام آباد میں محترم ثکلیل اختر قبلہ کا



ممنون ہوں کہ جن کی رہنمائی میرے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ رہی ہے۔ اپنے پیارے بھائی عامر نقوی۔ پاپاجی اور نگار آپا کی پوری فیملی کا بھی بہت ممنون ہوں۔ دربار شاہ چن چراغ کے تمام دوستوں بلخصوص ضیغ شاہ۔ طاہر شاہ۔ چوہدری فرخ۔ شانی شاہ اور دیگر سب احباب کی محبتوں کا بھی ممنون ہوں ڈاکٹر فیصل بھائی اور ڈاکٹر نواذ بھائی کے لئے ہمیشہ دعا بہ لب رہا ہوں۔ اصغر علوی بھائی کی محبت کا بھی معترف و ممنون ہوں۔ یہاں اگر میں اپنے بھائیوں مبشر نقوی اور علی اطہر کا ذکر نہ کروں تو انصاف اور محبت کا قتل ہوگا۔ جس طرح میرے ان بھائیوں نے مجھے ذاکری میں متعارف کروایا اور جس محبت کا اظہار کیا ہے وہ میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ قبلہ علامہ عون نقوی اور قبلہ علامہ شہنشاہ حسین نقوی صاحبان کا دل کی گہرائیوں سے ممنون و متشکر ہوں کہ جن کی محبت اور مہربانیاں ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہیں۔

شیخ ظہور علی منگلہ (تاحیات چیرمین انجمن حسینہ خواجگان ناروالی) کی شفقتوں کا بھی ممنون ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔ اپنی آپاذا کرہ محترمہ نگار نقوی کی صحت و سلامتی کے لئے آپ سب سے دعا کا طلبگار ہوں۔

سب سے آخر میں یہ اعتراف بھی کرتا ہوں کہ میں آج جو بھی کچھ ہوں وہ اپنے اُستاد محترم قبلہ منتظر عباس نقوی صاحب کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ دعا گو ہوں کہ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رہے۔

احبابِ حبیبین عشق کا سجدہ آپ کے پیش نظر ہے۔ میں یہ سجدہ صحیح ادا کر سکا یا نہیں یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

قطمیر آل محمدؐ

نور علی نور



نعت

پئے بخشش یہی سوغات لے کر آ گیا ہوں
لبوں پر مصطفیٰ کی نعت لے کر آ گیا ہوں

میں کچھ اشعار لایا تھا ثنائے مصطفیٰ میں
سبھی سمجھے کہ میں آیات لے کر آ گیا ہوں

یہ لگتا ہے کہ لے آیا ہوں سورج اور ستارے
مدینے سے جو میں زرات لے کر آ گیا ہوں

گداگر تھا مگر میں آج شاہوں سے ہوں بہتر
کہ میں سرکار سے خیرات لے کر آ گیا ہوں

رہے گا حشر تک اب میری تربت میں اجالا
چراغِ عشقِ احمد ساتھ لے کر آ گیا ہوں

جو جذبے عشقِ احمد کے لہو میں موجزن ہیں
میں لفظوں میں وہ سب جذبات لے کر آ گیا ہوں

التماسِ سورہ فاتحہ

عبدالحسین ماؤجی۔۔ نور بانو بنت قاسم علی سچے دینا

زگس خاتون بنت عبدالحسین ماؤجی

غلام حسین میگھانی۔۔ زگس بنت پیار علی آسر

معصومہ بنت ابراہیم مرچنٹ

شیخ رحمت علی (جھمرے والے) و اہلیہ

شیخ امتیاز علی (جھمرے والے)۔۔ دلشاد بیگم اہلیہ شیخ امتیاز علی

مرحومہ یاسمین زہرا بنت محمد علی۔۔ مرحوم اشتیاق زیدی (اسلام آباد)

شہید محسن نقوی۔۔ عزت لکھنوی مرحوم۔۔ شہید اقبال مسعود (لانڈھی)۔

شہید احسن نقوی۔۔ سید عاقل رضارضوی و اہلیہ

شہید استاد سبط جعفر زیدی۔۔ شہید عامر زیدی (عباس ٹاؤن)

شہدائے عاشورہ۔۔ شہدائے کونین۔۔ شہدائے عباس ٹاؤن۔۔ شہدائے عزاداری

شہید اور مرحوم علمائے عزام و ذاکرین کرام۔۔ اور تمام مرحوم مومنین و مومنات

قبر سے مکالمہ

اپنے ہر ایک غم کی دوا لے کے آئے ہیں

ہم کربلا سے خاکِ شفا لے کے آئے ہیں

اے قبر یہ ہمارے بدن پر کفن نہیں

ہم اپنے ساتھ فرشِ عزالے کے آئے ہیں



نذرِ شہداء و مرحوم مومنین و مومنات

فنا اور کربلا

یہ آرہی ہے صدا کل من علیہا فان
سبھی ہیں رزقِ فنا کل من علیہا فان
نہیں کسی کو بقا کل من علیہا فان
سوائے وجہِ خدا کل من علیہا فان

رکھی گئی ہے اساسِ ازل فنا کے لئے
رواں ہر ایک حقیقت ہے انتہاء کے لئے



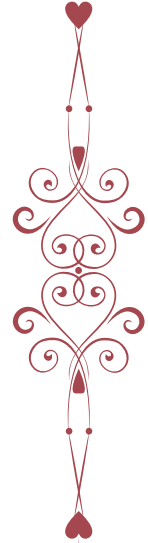


ہر ابتداء کو فنا ہے ہر انتہاء کو فنا
ہے تیرگی کو فنا اور ہر ضیاء کو فنا
قضا تو یہ ہے کہ ہونا ہے خود قضا کو فنا
بقا کسی کو ہو کیا جب ہے خود فنا کو فنا

حیات رکھی گئی ہے قضا کے قبضے میں
ہر اک چراغ سحر ہے ہوا کے قبضے میں

یہ سیلِ وقت سراسر قضا کی زد پر ہے
یہ رنگِ روپ یہ منظر قضا کی زد پر ہے
یہ آسمان کی چادر قضا کی زد پر ہے
گمانِ شے کا ہے جس پر قضا کی زد پر ہے

حیات کا یہ سفر انتہا تو ہونا ہے
فنا کو مانو نہ مانو فنا تو ہونا ہے





یہی ہے حق کہ ہر اک انتہا حقیقت ہے
نموشیاں ہیں حقیقت صدا حقیقت ہے
بقا پکار رہی ہے فنا حقیقت ہے
حیات ہو کہ نہ ہو پر قضا حقیقت ہے

فنا کو سمجھو تو سمجھو بقا کو جان لیا
قضا کو جان لیا تو خدا کو جان لیا

یہ جان لو کہ بقا پر اثر فنا کا رہا
رہ حیات پہ ہر دم سفر فنا کا رہا
زباں زباں سُخنِ معتبر فنا کا رہا
ہمیشہ اہل زمانہ کو ڈر فنا کا رہا

قضا ہے خیر کو بھی شر بھی مرنے والا ہے
ہے جس کا ڈر ہمیں وہ ڈر بھی مرنے والا ہے





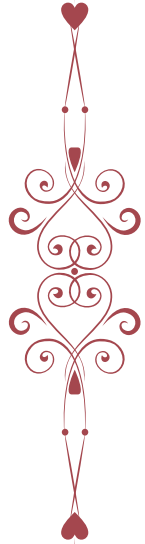
کسی بھی شے کو یہاں مستقل قیام نہیں
سوائے موت کوئی اور بے لگام نہیں
سر حیات کسی کو یہاں دوام نہیں
تغیراتِ زمانہ کا اختتام نہیں

”سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
☆ ثبات صرف تغیر کو ہے زمانے میں“

تغیرات پہ بھی اختیار موت کا ہے
بدن وہ دشت کہ جس پر غبار موت کا ہے
اک اعتبار ہے اور اعتبار موت کا ہے
یہ کارِ جبر یہاں بار بار موت کا ہے

حدِ اجل کا حدوں میں شمار ہے ہی نہیں
کہاں کو جائیں کہ راہ فرار ہے ہی نہیں

☆ علامہ اقبال



تو پھر بتاؤ کہ یہ جبرِ موت ہے کہ نہیں
بدن کہیں جسے یہ قبرِ موت ہے کہ نہیں
گماں پہ چھایا ہوا ابرِ موت ہے کہ نہیں
یہ ہم جو زندہ ہیں یہ صبرِ موت ہے کہ نہیں

اجل کی دی ہوئی مہلت ہے زندگی کیا ہے
قضا و قدر کی فرصت ہے زندگی کیا ہے

یہ موت ہی کی ہے مہلت کہ چل رہی ہے حیات
انہی حدود میں خود کو بدل رہی ہے حیات
اسی قضا کے سہارے سنبھل رہی ہے حیات
اجل ہی پال رہی ہے تو پل رہی ہے حیات

قضا وجود کو آجائے ذات مر جائے
اجل جو ہاتھ اٹھالے حیات مر جائے



سوال یہ ہے کہ کیا ہے سوال کو بھی اجل
اجل ہے ذہن کو کیا ہے خیال کو بھی اجل
ہے یہ ملال تو کیا ہے ملال کو بھی اجل
زوال سب کو ہے کیا ہے زوال کو بھی اجل

جواب یہ کہ تو انائی مر نہیں سکتی
اجل بھی چاہے تو سچائی مر نہیں سکتی

اک اور سچ ہے پس ممکنات بعد از مرگ
اک اور بھی ہے رواں کائنات بعد از مرگ
وہیں پہ ہو گا مسلسل ثبات بعد از مرگ
حیاتِ اصل ہے جو ہے حیات بعد از مرگ

اُسی قرار کی ہر جاں کو بے قراری ہے
اُسی کی سمت سفر زندگی کا جاری ہے



تھکن نصیب ہے ہستی قضا کے رستے میں
خوشیوں کا ہے قبضہ صدا کے رستے میں
بکھر رہا ہے زمانہ فنا کے رستے میں
فنا کو مات ہوئی کربلا کے رستے میں

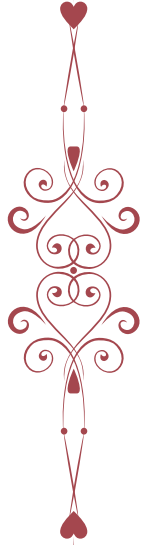
ضعیف جسموں سے بارِ قضا اُتار دیا
فنا کے خوف کو کرب و بلا نے مار دیا





جِدِّ آئِمَّہِ مَعصومینؑ

جہاں میں چودہ ہی معصوم ایسے ہیں جن کا
سبھی رسولؐ بہت احترام کرتے ہیں
مگر خدا کی خدائی میں اک ابوطالبؑ
ہے ایسا جس کو یہ چودہ سلام کرتے ہیں





محسنِ اسلام
(حضرت ابوطالب علیہ السلام)

اے مرکزِ انوارِ خدا اے ابوطالبؑ
تو سارے زمانے سے جدا اے ابوطالبؑ
ملتی ہے ترے در سے ولا اے ابوطالبؑ
ہوں مجھ کو بھی اشعار عطا اے ابوطالبؑ

تشنہ نہ رہے کوئی بھی خواہش مرے مولاً
ہو مجھ پہ عنایات کی بارش مرے مولاً



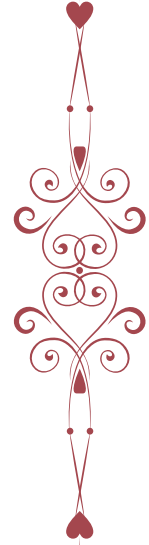


دیکھا ہے کئی بار یہ منظر ترے گھر میں
احمد ترے سائے میں تو حیدر ترے گھر میں
جو مثل ملائک ہے وہ جعفر ترے گھر میں
بنا ہے مقدر کا مقدر ترے گھر میں

اندازِ خدائی کا بدلتا ہے یہاں پر
سب نبیوں کا سردار بھی پلتا ہے یہاں پر

کعبے کے لئے کعبہ حرمت ہے تری ذات
تطہیر کی چادر کی طہارت ہے تری ذات
تسکین گہے ذات رسالت ہے تری ذات
ہاں کارِ خدائی کی ضرورت ہے تری ذات

اک تو جو محمدؐ کا نگہبان نہ ہوتا
دنیا میں کہیں کوئی مسلمان نہ ہوتا





سمجھے گی ترے رتبے کو عصمت ہی کم از کم
یا رب نے عطا کی ہو رسالت ہی کم از کم
یا چاہئے ادراکِ امامت ہی کم از کم
کچھ سمجھے گا ہو جس کو مودت ہی کم از کم

رتبہ ترا ہر اک قدِ بالا سے بڑا ہے
عیسائی ترے مہدی کے غلاموں میں کھڑا ہے

کہتے ہیں جسے عرش ، وہ دلان ہے تیرا
جبریل امیں ادنیٰ سا دربان ہے تیرا
ایمان تو خود صاحبِ ایمان ہے تیرا
خود شیرِ خدا تابعِ فرمان ہے تیرا

سمجھے گا کوئی کیسے کہ تو کون ہے کیا ہے
جب تیرا پسر مہرِ نبوت پہ کھڑا ہے



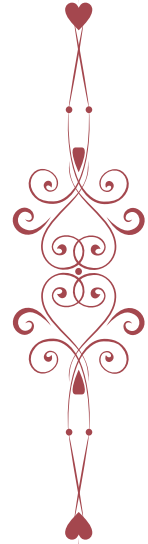


قالب ہے ترا جس میں کہ ڈھلتی ہے رسالت
معدن ہے ترا جس سے نکلتی ہے رسالت
کروٹ ترے آنگن میں بدلتی ہے رسالت
انگلی تری تھامے ہوئے چلتی ہے رسالت

پھلتے ہوئے جب دیکھی رسالت ترے گھر میں
اللہ نے خود رکھ دی امامت ترے گھر میں

اسلام کی ہے ساری تب و تاب تجھی سے
وابستہ رسالت کا ہر اک باب تجھی سے
ضو پاتے ہیں سب انجم و مہتاب تجھی سے
سیکھے ہیں نبیؐ نے ادب آداب تجھی سے

کیا مرتبہ اے حضرتِ عمراؓ ہے تیرا
ہم جس کے ہیں مسلم، وہ مسلمان ہے تیرا



رتبہ ہے ترا کیا یہ رسالت نے بنایا
قرآن نے تائید کی آیت نے بنایا
قامت کی بلندی کا امامت نے بنایا
☆ دنیا کو یہ حیدر کی ولادت نے بتایا

ذیشان ہے یہ گھر، شہہ ذیشان کا گھر ہے
کعبہ جسے کہتے ہو وہ عمراں کا گھر ہے

جو سر پہ ہے اسلام کے وہ تاج ہے تیرا
مکہ ہے ترا کعبہٴ حجاج ہے تیرا
جو رشکِ سلیمان ہے وہ راج ہے تیرا
جو بھی ہے جہاں بھی ہے وہ محتاج ہے تیرا

ہے کون جو اندازہ کرے تیری عطا کا
تو باپ ہے رشتے میں نصیری کے خدا کا

☆ قافیے کی مجبوری ہے معزرت قبول کیجئے



عاجز سے بیاں کیسے ہو عظمت ترے در کی
محتاج ہے ہر ایک ولایت ترے در کی
آیات بھی کرتی ہیں تلاوت ترے در کی
ہے نور علی پر بھی عنایت ترے در کی

جو رب نصیری ہے وہ تیرا ہی لہو ہے
مالک ہے جو دارین کی وہ تیری بہو ہے

دل کے سبھی ارمان نہیں لکھ سکا مولاً
میں شان کے شایان نہیں لکھ سکا مولاً
پھر سورہِ رَحْمٰن نہیں لکھ سکا مولاً
میں دوسرا قرآن نہیں لکھ سکا مولاً

حق تیری مودت کا ادا ہو نہیں سکتا
میں بندۂ ناچیز خدا ہو نہیں سکتا



راز

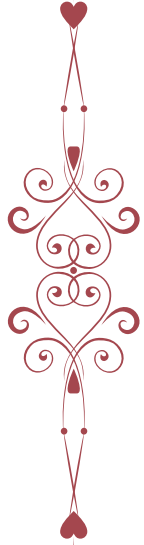
نور در نور وہی نورِ جلی ملتا ہے
ہر قدم پر وہی نقشِ ازلی ملتا ہے
اے خدا تو ہی بتا دے ہمیں یہ راز ہے کیا
ڈھونڈنے تجھ کو جو نکلیں تو علیٰ ملتا ہے

لباسِ بشریت

وہی خدا کے جو ہے لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُولَدْ
نصیریوں کا خدا اُس کے گھر میں آیا ہے
خدا کی مثل یہ پردے میں رہ بھی سکتا تھا
یہ اس اک شکر لباسِ بشر میں آیا ہے



زمیں پہ عرشِ علیٰ کا نظام چلتا ہے
علیٰ چلے تو خدا کا نظام چلتا ہے
نظام کوئی بھی پھر سامنے نہیں ٹکتا
کہ جب علیٰ کی ولا کا نظام چلتا ہے
عروج و مرتبہ یہ ہے کہ آسمانوں پر
زمینِ کرب و بلا کا نظام چلتا ہے
دیارِ حضرتِ عباسؑ ہے یہ کرب و بلا
یہاں پہ صرف وفا کا نظام چلتا ہے
نصیبِ حراؑ کی قسم جب چلے نہ کوئی نظام
حسینؑ تیری عطا کا نظام چلتا ہے



اے کعبہ پہنا ہے تو نے جو یہ لباسِ سیاہ
تو کیا یہاں بھی عزا کا نظام چلتا ہے
وہ دیکھ سجدے میں گریہ جنابِ عابد کا
نماز میں بھی عزا کا نظام چلتا ہے
علی کی بیٹی کے روضے پہ احتیاط سے آ
کہ اس نگر میں حیا کا نظام چلتا ہے
کفن میں رکھتے ہیں اس واسطے کہ نور علی
لحد میں خاکِ شفا کا نظام چلتا ہے

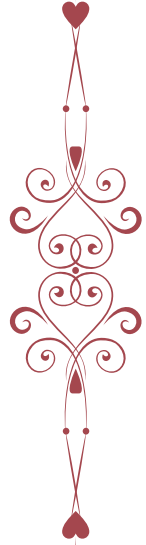




مدح علیؑ بہ زبانِ رب جلی
بات یہ تب کی ہے جب بات نہیں تھی موجود

جب کوئی گردشِ حالات نہیں تھی موجود
دن بنا ہی نہ تھا یہ رات نہیں تھی موجود
جز خدا اور کوئی ذات نہیں تھی موجود
بات یہ تب کی ہے جب بات نہیں تھی موجود

ذات نے چاہا کہ اظہار بناؤں کوئی
اپنے جیسا ہی میں شہکار بناؤں کوئی





ذات نے چاہا کہ اب ذات کی تشہیر بھی ہو
نور ہوں میں تو مرے نور کی تنویر بھی ہو
ہاتھ میرا ہو تو پھر کاتبِ تقدیر بھی ہو
میں مصور ہوں تو کوئی مری تصویر بھی ہو

امر سے میرے زمانوں کو بنانے والا
کوئی تو ہو مری پہچان کرانے والا

رب نے چاہا مرا شہکار مرے جیسا ہو
اُس کے ظاہر میں ہر اظہار مرے جیسا ہو
عالمِ قدر پہ مختار مرے جیسا ہو
میری مرضی کا خریدار مرے جیسا ہو

اُس کے ہر فعل میں افعال مرے جیسے ہوں
میرے چہرے کے خدو خال مرے جیسے ہوں



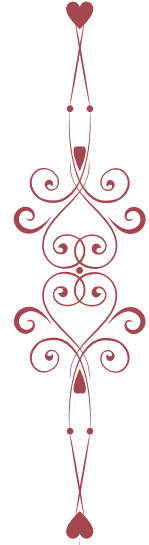


اپنے ہی نور سے پھر نور بنایا اُس نے
غیب وہ خود تھا سو مستور بنایا اُس نے
اپنی توحید پہ معمور بنایا اُس نے
اُس کی شہرت تھی سو مشہور بنایا اُس نے

پھر وہ بولا قد توحید ہے قامتِ اس کی
ہے مجھ اللہ کے دل میں بھی محبتِ اس کی

پھر خدا عالم انوار سجا کر بولا
اپنے منظر کو وہ معیار بنا کر بولا
اپنا چہرہ وہ زمانے کو دکھا کر بولا
اپنی تخلیق میں اللہ سما کر بولا

دیکھ لو غور سے تم سب مرے شیدائی کو
اب یہی بانٹے گا اللہ کی تنہائی کو



میری آواز میں آواز ملائے گا یہی
کہہ کے گن سارے زمانوں کو بنائے گا یہی
خاک سے آدمِ خاکی کو اٹھائے گا یہی
کام پر سارے فرشتوں کو لگائے گا یہی

میری حکمت پہ اسی کی تو حکومت ہوگی
اس کے چہرے پہ نظر کرنا عبادت ہوگی

میں جلی ہوں مرے جیسا ہی جلی یہ بھی ہے
میں ہوں عالم کا ولی اور ولی یہ بھی ہے
میں ازل سے ہوں تو نورِ ازل یہ بھی ہے
نام میرا ہے علی اور علیؑ یہ بھی ہے

حدِ امکان میں نہ تم مجھ سے جدا بولو گے
میں نے خود ایسا بنایا کہ خدا بولو گے

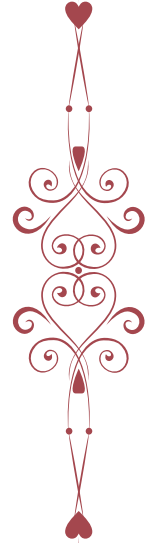


اس کے رتبے کو فقط عالی نسب سمجھے گا
اسکو کیا سمجھے گا خود اپنا حسب سمجھے گا
اسکو میں سمجھوں گا یا شاہِ عرب سمجھے گا
کم سے کم جو اسے سمجھے گا وہ رب سمجھے گا

اس کی خاطر سر دیوار میں در رکھوں گا
اس کی آنکھوں سے میں دنیا پہ نظر رکھوں گا

غور سے دیکھو مرا ناز ہے میرا حیدرؑ
سر بلندوں میں سرفراز ہے میرا حیدرؑ
میرا لہجہ مری آواز ہے میرا حیدرؑ
میرے ہر راز کا ہمراز ہے میرا حیدرؑ

منتخب میں نے کیا ہے اسے شاہی کے لئے
ہے یہ کافی مرے ہونے کی گواہی کے لئے





جو اثر اس کا ہے وہ سارا اثر میرا ہے
جو عیاں اس میں ہے وہ کارِ ہنر میرا ہے
یہ درِ علم ہے یہ علم کا در میرا ہے
میں اسے جس میں اُتاروں گا وہ گھر میرا ہے

سرِ کعبہ یہ ہر اک جھوٹا خدا توڑے گا
یہ ہر اک سجدے کا رخ میری طرف موڑے گا

یہ جلالت ہے مری اس سے ڈرے گی دنیا
حکم یہ دے گا تو بے موت مرے گی دنیا
اس کی دہلیز پہ سر اپنا دھرے گی دنیا
دیکھ کر اس کو مری حمد کرے گی دنیا

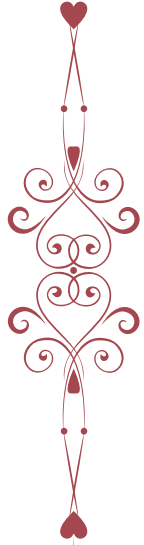
بادشاہوں کو بھی یہ شاہ نظر آئے گا
تم اسے دیکھو گے اللہ نظر آئے گا





یہ ولی میرا ہے میں اس کو امامت دوں گا
عالمِ قدر پہ میں اس کو ہی قدرت دوں گا
اپنی پہچان کو میں اپنی شبہت دوں گا
اس کی چاہت سے میں نبیوں کو نبوت دوں گا

ہر کوئی چاہے گا بس ربِ جلی راضی ہو
اور میری یہ رضا ہے کہ علی راضی ہو



علوئے علیؑ

خدا کی ذات کا کارِ ہنر سمجھ آئے
بشر کو کیسے ولا کا سفر سمجھ آئے
نہ اپنے ذہن پہ یوں زور ڈال نور علی
علیؑ، علیؑ نہیں رہتا اگر سمجھ آئے

عقل سے پہلے

کس طرح بھلا ربِ علیؑ عقل میں آئے
ممکن ہی نہیں نورِ خدا عقل میں آئے
تم عقل کی میزان پہ حیدرؑ کو نہ تولو
جو عقل سے پہلے ہو وہ کیا عقل میں آئے

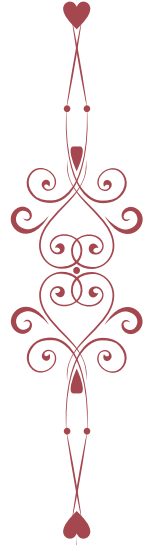


دلیل عشق

زندگی نے اعترافِ اوج حیدر کر لیا
راہ مشکل تھی مودت کی جسے سر کر لیا
دار پر جس دم دلیلِ عشق مانگی موت نے
میشمِ تماڑ نے سولی کو منبر کر لیا

عبادت کا نشان

توحیدِ الہی نہ رسالت کا نشان ہے
دیوار میں کعبے کی ولایت کا نشان ہے
کر غور کہ یہ در نہیں دیوار کے اندر
پیشانی کعبہ پہ عبادت کا نشان ہے





سُن قلندر کی صدا

ہم صفت رب کا ہے ہم صورتِ یزداں ہے علیؑ
آیتِ رب جلی، بولتا قرآن ہے علیؑ
سارے عالم کا ولی، حاصلِ ایماں ہے علیؑ
جس کو ممکن نہیں پاسکتے وہ امکاں ہے علیؑ

حالتِ سجدہ میں مسجود نظر آتا ہے
عبد ہوتے ہوئے معبود نظر آتا ہے



جو لیارب نے رسولوں سے وہ وعدہ ہے علیؑ
نور کرتا ہے سفر جس پر وہ جادہ ہے علیؑ
”من یرد اللہ“ میں خالق کا ارادہ ہے علیؑ
جس کو توحید نے اُڑھا وہ لبادہ ہے علیؑ

جس میں اوصافِ جلی ہوں وہ ولی ہوتا ہے
جو خدا جیسا نظر آئے علیؑ ہوتا ہے

جس نے انوارِ جلی خود میں سمائے وہ علیؑ
جس نے گن کہہ کے جہاں سارے بنائے وہ علیؑ
اپنے سجدوں سے جو توحید بچائے وہ علیؑ
ٹھوکرے مار کے جو مُردے چلائے وہ علیؑ

منظیر ذاتِ علیؑ نام خدا والا ہے
میرے مولّا کا ہر اک کام خدا والا ہے



پیکرِ عدل کہیں عدل کی میزان کہیں
گُل کا گُل دین کہیں ہے تو یہ ایمان کہیں
رام اور شام کہیں ہے تو یہ بھگوان کہیں
ایلیاء ہے یہ کہیں اور ہے رحمن کہیں

اس کو دلہیز پہ ہی سجدہ روا ہو جاتا
یہ اگر سجدہ نہ کرتا تو خدا ہو جاتا

یہ اگر چاہے تو ہر زرے کو گوہر کر دے
جس پہ ہو اس کی نظر اُس کو یہ قبیر کر دے
ایک قطرے کو جو چھولے تو سمندر کر دے
جس پہ ہو اس کا کرم اس کو قلندر کر دے

دستِ اللہ ہے یہ کاتبِ تقدیر ہے یہ
خود خدا جس کا مصور ہے وہ تصویر ہے یہ

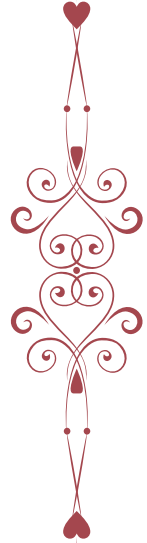


رُخِ عالم سے ہے یہ پردے ہٹانے والا
ہے یہ قرآن کو قرآن پڑھانے والا
بت کدے کو ہے یہی کعبہ بنانے والا
حُرمتِ مادرِ عیسیٰ کا بچانے والا

رب کے انداز میں ہی رب کا ولی بولا ہے
لبِ عیسیٰ سے بھی طفلی میں علی بولا ہے

کشتیِ نوح کو طوفاں سے بچایا اس نے
نارِ نمرود کو اک پل میں بچھایا اس نے
نورِ موسیٰ کو سرِ طور دکھایا اس نے
نقشِ فرعون کو ہستی سے مٹایا اس نے

مرتبہ اس کا حدِ فکر میں آتا ہی نہیں
مثلِ اللہ یہ زہنوں میں سماتا ہی نہیں



کیا کہیں گر نہ اسے ذات کا اظہار کہیں
کیا کہیں گر نہ اسے صاحبِ اسرار کہیں
کیا کہیں گر نہ اسے امر پہ مختار کہیں
تم کہو کیا کہیں گر رب کا نہ شہکار کہیں

جو ہر اک رازِ جہاں کھولے اُسے کیا بولیں
جس کے لہجے میں خدا بولے اُسے کیا بولیں

دل میں ہے الفتِ کراڑا اگر نور علی
اوجِ حیدر پہ ہی رکھ اپنی نظر نور علی
بات کم ظرفِ نصیری کی نہ کر نور علی
دے زمانے کو حقیقت کی خبر نور علی

جس سے وابستہ دل و جاں ہیں وہی ہے علی
عبد و معبود کے مابین کوئی شے ہے علی

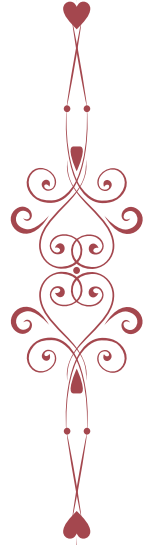


اقیم الصلاة

دل و نگاہ میں سوز و گداز قائم کر
خدائے پاک سے راز و نیاز قائم کر
علیٰ کا نام لے پھر رکھ قدم مصّٰلے پر
نماز پڑھنے سے پہلے نماز قائم کر

مالکِ کعبہ

کعبے میں علیٰ آئے تو کعبہ یہ پکارا
انورِ علیٰ، عالمِ انوار سے آئے
مالک ہے یہ گھر کا تو اب اس کی ہے مرضی
دروازے سے آجائے، کہ دیوار سے آئے





میں باکمال ہوں میری دُعا کمال کی ہے
درِ علیؑ پہ جو دی ہے صدا کمال کی ہے

یہ پنجنجن کے سروں سے بلند رہتی ہے
جنابِ زہراً کے سر کی ردا کمال کی ہے

خوشی سے جھوم کہتے ہیں راہب و فطرس
سخی حسینؑ کی ہم پر عطا کمال کی ہے

کمر کے زخموں پہ رکھتا ہوں خاکِ کرب و بلا
ہے بے مثال مرض اور دوا کمال کی ہے

پکارتا ہے یہ کعبہ بہ روزِ عاشورہ
میں محترم ہوں ، مگر کربلا کمال کی ہے

یہاں پہ آتا ہے زائر کو لطفِ جنت کا
زمینِ کرب و بلا کی فضا کمال کی ہے

حدیثیں یوں تو بہت معتبر ہیں نورِ علیؑ
قسمِ خدا کی حدیثِ کساء کمال کی ہے



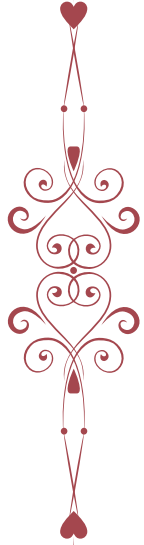


حجاب توحید

قرآن کی آیتیں ہیں ثنا گر بتولؑ کی
کرتے ہیں حمد سارے پیمبر بتولؑ کی
گر ڈھونڈ ہے رب کو تو چادر میں ڈھونڈ لو
توحید کا حجاب ہے چادر بتولؑ کی

بتولؑ کی چادر

خدا کی خاص عطا ہے بتولؑ کی چادر
شریکِ اوجِ ولا ہے بتولؑ کی چادر
رسولِ پاک کا ضعفِ بدن مٹاتی ہے
نبوتوں کی دوا ہے بتولؑ کی چادر





قرآن درود پڑھتا ہے

رب جلی کے نقشِ تمنا کو دیکھ کر
مخوش ہوں رتبہٴ اعلیٰ کو دیکھ کر
قرآن کو دیکھ دیکھ کے پڑھتے ہیں سب درود
قرآن درود پڑھتا ہے زہراً کو دیکھ کر

محتاج نہیں

کسی عظمت کسی توقیر کی محتاج نہیں
آیتِ رب کسی تفسیر کی محتاج نہیں
آپ تھیں آیہٴ تطہیر سے پہلے طاہر
سیدہ آیہٴ تطہیر کی محتاج نہیں

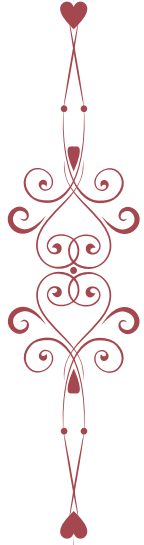




عظمت جنابِ سیدہؑ

اللہ کے جمال کی تصویر پنجن
جنت وہ خواب جس کی ہیں تعبیر پنجن
ہیں نورِ لم یزال کی تنویر پنجن
لوحِ ازل پہ کاتبِ تقدیر پنجن

قرآن درس لیتا ہے اس بارگاہ سے
رب دیکھتا ہے دنیا کو ان کی نگاہ سے





ان پانچ کے سبب ہی بنے ہیں یہ شش جہات
ان میں سمٹ کی آئی ہیں اللہ کی صفات
چہرہ خدا کا ان میں ہے ان پر خدا کا ہاتھ
ان کے لبوں کی بات بنی ہے خدا کی بات

چرچا ہے بس انہی کا زمیں آسمان میں
ہوتے نہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوتا جہان میں

یہ پنجتن^۳ ہیں نورِ خداوندِ ذوالجلال
نبیوں پہ بھی نہیں گھلا ان پانچ کا کمال
اپنی مثال آپ ہیں یہ پانچ بے مثال
ہر چیز کو زوال ہے یہ پانچ لازوال

جن میں خدا سمایا ہے وہ طرف پانچ ہیں
توحید کی کتاب میں بس حرف پانچ ہیں



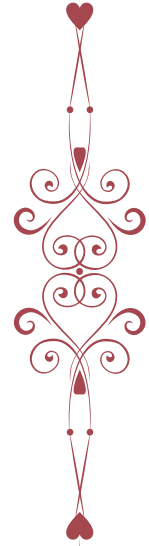


ہے پنجتن کا مرکز انوار ، فاطمہؑ
ان سب کے سر پہ ہے جو وہ دستار فاطمہؑ
ظاہر خدائی جس سے وہ اظہار ، فاطمہؑ
معیار پنجتن کا ہیں معیار فاطمہؑ

فاطر کی سب صفات کو جس نے سما لیا
جس نے خدا کو اپنی ردا میں چھپا لیا

نبیوں کی بخششوں کا وسیلہ ہیں فاطمہؑ
جس پر چلے امام وہ رستہ ہیں فاطمہؑ
ما قبلِ گن خدا کا ارادہ ہیں فاطمہؑ
کعبہ جسے جھکے ہے وہ کعبہ ہیں فاطمہؑ

جس کا مکان کوئی نہیں دو جہان میں
وہ لامکان رہتا ہے ان کے مکان میں



زہراً کا گھر وہ گھر ہے کہ جس میں ہیں سب امام
عکسِ خدا و نفسِ محمدؐ ہیں لاکلام
بس ایک سیدہؑ ہیں جہاں میں وہ نیک نام
جھک جھک کے کر رہی ہے رسالت جسے سلام

جس نے نبی سے طعنہٴ ابتر ہٹا دیا
جس کی کسا نے ضعفِ پیمبرؐ ہٹا دیا

لاریب ہیں مسبب الاسباب سیدہؑ
ہیں سازِ کائنات کی مضراب سیدہؑ
بزمِ خدا کا گوہر نایاب سیدہؑ
حوروں نے جس سے سیکھے ہیں آداب، سیدہؑ

جتنے اصولِ دین ہیں ان کے اصول ہیں
ان کے نگاہِ فیض سے مریم، بتول ہیں



کرتے ہیں حمد جس کی محمدؐ وہ فاطمہؑ
جو ہیں ازل سے زینتِ مسند وہ فاطمہؑ
مسکن ہے جس کا عالم سرمد وہ فاطمہؑ
حدِ خدا سے جس کی ملی حد وہ فاطمہؑ

جو منکشف ہوئی ہیں ہر اک انکشاف میں
رہتی ہیں سب امامتیں جس کے طواف میں

وجہ نزولِ آیہٴ تطہیر آپؐ ہیں
کل انبیاء کی کاتبِ تقدیر آپؐ ہیں
قرآن کی آیتوں کی بھی تاثیر آپؐ ہیں
تیرہ میں جس کی ضو ہے وہ تنویر آپؐ ہیں

خلقت میں نور آیا ہے ان کے نزول سے
قدسی بنے ہیں آپ کے قدموں کی دھول سے



جس کی رضا ہے اجر رسالتؐ وہ فاطمہؑ
پتی ہے جس کے گھر میں امامت وہ فاطمہؑ
ظاہر ہوئی ہے جس سے طہارت وہ فاطمہؑ
جس پر درود پڑھتی ہے عصمت وہ فاطمہؑ

سمجھے گا کوئی کس طرح ان کے مقام کو
اٹھتے ہیں خود رسول خدایا احترام کو

ظاہر ہیں سب امامؑ ، تو باطن ہیں فاطمہؑ
احسان ہیں رسولؐ ، تو محسن ہیں فاطمہؑ
امکاں میں جو نہیں ہے وہ ممکن ہیں فاطمہؑ
ہر ماتی کی حشر میں ضامن ہیں فاطمہؑ

جبریلؑ نے بھی اپنا وسیلہ کہا انہیں
خود مصطفیٰؐ نے امّ البیہٖؑ کہا انہیں



زہراً امامتوں کی اکائی کا نام ہے
زہراً نبوتوں کی کمائی کا نام ہے
زہراً خدا کی ساری خدائی کا نام ہے
زہراً ، علیؑ کی عقدہ کشائی کا نام ہے

جو ہاتھ رزق بانٹتا ہے کائنات میں
اللہ کا وہ ہاتھ ہے زہراً کے ہاتھ میں

زہراً حجاب قدرت پروردگار ہیں
شیرِ خدا کی زوج ، نبی کا وقار ہیں
یہ قدر والی رات ہیں دن کا نکھار ہیں
شیرِ جس کا پھول یہ وہ لالہ زار ہیں

ان کی ثناء میں لفظ کوئی جب رقم کیا
پہلے قلم پہ سورہ کوثر کو دم کیا





شاعر حرّ

وہ کون سا عمل تھا جو آیا ہے حرّ کے کام
وہ کیا تھا جس سے حرّ نے مقدر بنا لیا
اک واقعہ لڑامِ فرس کا گواہ ہے
زہراً کے احترام نے حرّ کو بچا لیا



○

درِ سیدہ کی عطا چل رہی ہے
ابھی تک جو شہمہ کی عزا چل رہی ہے

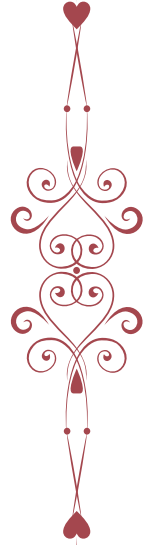
علم ، تازیے ، مرتجز ، ہم سفر ہیں
مرے ساتھ کرب و بلا چل رہی ہے

اٹھا کر میں خاکِ شفا چل رہا ہوں
مرے پیچھے پیچھے شفا چل رہی ہے

سمائے گی کیوں دل میں غیروں کی الفت
یہاں تو علیٰ کی ولا چل رہی ہے

علم چل رہا ہے تو اُس سے لپٹ کر
کسی بے ردا کی ردا چل رہی ہے

اے بے شیرؔ تو خود نہ چل پایا لیکن
ترے پاؤں سے کربلا چل رہی ہے





یہ گھر بتولؑ کا ہے

نمازِ مدح کا عنوان ہے بتولؑ کا گھر
ہر ایک شان میں زیشان ہے بتولؑ کا گھر
جہاں کا مرکزِ ایمان ہے بتولؑ کا گھر
مکانِ آیتِ قرآن ہے بتولؑ کا گھر

یہ کبریا کے لئے زیب و زین کا گھر ہے
مکانِ زہراءؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا گھر ہے



کمال گھر ہے ، یہاں باکمال رہتے ہیں
مثال کیا کہ یہاں بے مثال رہتے ہیں
خیالِ رب کے سبھی ہم خیال رہتے ہیں
جنابِ زہراً کے زُہرہ جمال رہتے ہیں

زمیں پہ عرشِ مُعلیٰ دکھائی دیتا ہے
یہ گھر تو کعبے کو کعبہ دکھائی دیتا ہے

ہے اس مکان کا در کربلا کا دروازہ
کشادہ در ہے یہ عقدہ کشا کا دروازہ
یہی تو در ہے شہہ انبیاء کا دروازہ
درِ رسولِ خدا ہے خدا کا دروازہ

طہارتوں کی مطہر فضا میں کھلتا ہے
فقط یہ در ہے جو بیتِ خدا میں کھلتا ہے



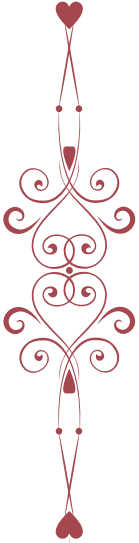


اسی پہ عرش سے تارا اُتر کے آیا ہے
یہیں پہ دیں کا سہارا اُتر کے آیا ہے
کلامِ حق یہیں سارا اُتر کے آیا ہے
یہاں خدا کا اُتارا اُتر کے آیا ہے

فلک کے باسی اُتر کر زمیں پر آتے ہیں
فرشتے روٹیاں لینے یہیں پر آتے ہیں

ہر ایک خاک کا زرہ نکلیں ہے اس گھر میں
فلک سے اعلیٰ ہے جتنی زمیں ہے اس گھر میں
ہر ایک عرش نشیں، ہم نشیں ہے اس گھر میں
مکان جو رکھتا نہیں وہ مکین ہے اس گھر میں

مکان ایسا کہاں حدِ دو جہان میں ہے
نصیریوں کا خدا بھی اسی مکان میں ہے



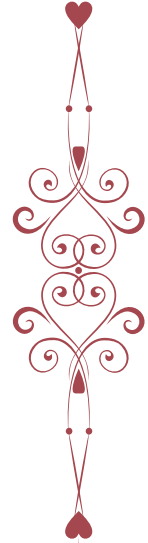


یہ درحیات کا در ہے صفات کا در ہے
مکانِ زہراً کا در کائنات کا در ہے
یہ در دراصل حدِ ممکنات کا در ہے
یہی تو در ہے جو سب کی نجات کا در ہے

قدم یہاں ملک الموت کے اُکھرتے ہیں
اسی پر رُک کے محمدؐ درود پڑھتے ہیں

بنی ہیں آیتِ قرآن سے اس کی دیواریں
ہیں متصل حدِ یزداں سے اس کی دیواریں
بلند عالمِ امکاں سے اس کی دیواریں
ملی ہیں رب کے شبستاں سے اس کی دیواریں

بنا مکان کی اللہ کے کرم پر ہے
یہاں سے منزلِ قوسین دو قدم پر ہے





بلندیوں کی علامت ہے اس مکان کی چھت
ہے پست سامنے اس چھت کے آسمان کی چھت
بیان کیسے ہو یہ وسعتِ بیان کی چھت
مکانِ زہراً کی یہ چھت ہے دو جہان کی چھت

اسی کی چھاؤں ہے عظمت کے آسمانوں پر
یہ چھت ہے سایہ فگن پانچ سائبانوں پر

اسی مکان میں اللہ کا حبیب بھی ہے
اسی مکان میں مکین امن کا نقیب بھی ہے
قریبِ کعبہ ہے اللہ سے قریب بھی ہے
اسی مکان میں فطرس ترا طیب بھی ہے

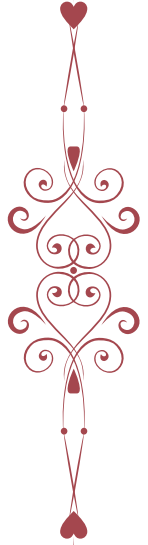
طواف اس کا یہ گل کائنات کرتی ہے
یہاں کنیز بھی آیت میں بات کرتی ہے





اسی مکان کے دربان میثمؑ و سلمانؑ
یہیں پر نور علی دین حق ہوا ہے جو
یہیں پر ادنیٰ سا خدمت گزار ہے رضوا
یہیں خریدی ہے حیدرؑ نے مرضیٰ یزدا

یہیں پہ ڈھلتی ہے شب، دن یہیں نکلتا ہے
یہاں پہ چلتی ہے چکی تو وقت چلتا ہے



حسین سے پہلے

حسن کا نور ہے ہر نورِ عین سے پہلے
حسن تھے جلوہ نگن مشرقین سے پہلے
بھلا تم اُس کے کمالات کیسے سمجھو گے
ملی ہو جس کو امامت حسین سے پہلے

معراجِ حسن

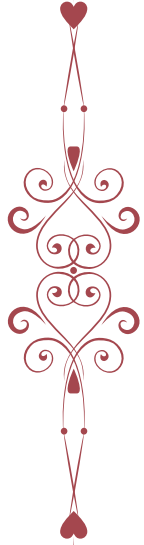
سارے اعضاء ہوں اکٹھے تو بدن بنتا ہے
پھول سے پھول ملے جب تو چمن بنتا ہے
حرف اور صوت کی ترتیب یہی کہتی ہے
حسن معراج کو پہنچے تو حسن بنتا ہے



خطبہ حسن مجتبیٰ

ممکن ہو تو امکان کو پہچان لے دنیا
محسن کے ہر اک احسان کو پہچان لے دنیا
منہ بولتے قرآن کو پہچان لے دنیا
اللہ کی پہچان کو پہچان لے دنیا

بے جسم ہے جو اس کا بدن کہتے ہیں مجھ کو
میں حُسن سے پہلے ہوں حسن کہتے ہیں مجھ کو





صورت ہے مری سورہِ رحمن کی صورت
پوشیدہ مرے راز ہیں یزدان کی صورت
ہے آیتِ قرآن مرے جُزدان کی صورت
اُترا ہوں محمدؐ پہ میں قرآن کی صورت

گل بن کے، سرِ کعبہِ عصمت میں کھلا ہوں
میں سیدہ زہراًؑ کو مصلے پہ ملا ہوں

اللہ کے احکام سے مجبور فرشتے
پشمِ بشریت سے ہیں مستور فرشتے
ہیں اپنی عبادت پہ مغرور فرشتے
خدمت پہ مری رہتے ہیں معمور فرشتے

جو بھی ہے ملک تابعِ مرضی ہے وہ میرا
ان سب کا جو سردار ہے درزی ہے وہ میرا





اک بات یہی پوچھتا ہوں آج میں سب سے
کیا تم کو خبر ہے کہ مرا نور ہے کب سے
امکان میں اللہ کا امکان ہے جب سے
میں پہلے تو حید میں موجود ہوں تب سے

ہستی میں کہیں ہست نہ تھا، بود نہیں تھا
موجود تھا میں، عالم موجود نہیں تھا

کیا وقت تھا، جب کچھ بھی نہ تھا، کچھ بھی نہیں تھا
بس سجدہ معبود مرے وقفِ جنیں تھا
تھا جس جگہ اللہ مرا نور وہیں تھا
اللہ مکاں تھا مرا، میں اس میں مکیں تھا

میں اُس میں تھا پوشیدہ بدن پانے سے پہلے
ہونے کی خبر رکھتا ہوں، ہو جانے سے پہلے





افلاک پہ رہتا تھا میں افلاک سے پہلے
ممکن میں گزر تھا مرا ادراک سے پہلے
مالک ہوں میں ہر ملک کا املاک سے پہلے
یہ دنیا بنی خاک سے، میں خاک سے پہلے

اس چلتے زمانے کا چلن دیکھ رہا تھا
بنتے ہوئے دنیا کو حسن دیکھ رہا تھا

میں چاہوں تو یکتائی کو کثرت میں بدل دوں
کثرت کو میں پھر نقطہ وحدت میں بدل دوں
تقدیر بشر عالم قدرت میں بدل دوں
چاہوں تو ہر اک مرد کو عورت میں بدل دوں

جُو حیدر کراڑ کہاں میل ہے میرا
فطرت کو بدل دینا تو اک کھیل ہے میرا



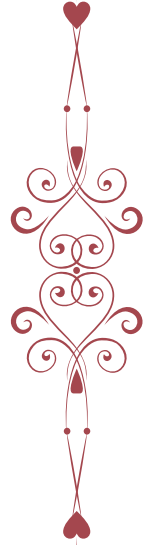


بخشتے ہیں ہر اک حُسن کو میں نے ہی معافی
پلائی ہے میں نے ہی ذلیخا کی جوانی
مشہور ہے حُسنِ رخِ یوسفؑ کی کہانی
وہ حُسنِ مرے ہاتھوں کا دھویا ہوا پانی

سائے مری وسعت کے، زمانوں پہ تئے ہیں
افلاک مرے پاؤں کی مٹی سے بنے ہیں

میں قادرِ تقدیرِ شریعتِ مری پابند
اللہ کا ہر امر ہے مٹھی میں مری بند
کیا سمجھے گی یہ بات بھلا فکرِ خردمند
میں کعبے کا کعبہ ہوں، میں توحید کا فرزند

اس اوجِ کمالات پہ مجھ سا کوئی ہوتا
میں ہوتا جو اللہ کا بیٹا کوئی ہوتا



ممکن ہی نہیں رمز و کنایہ مرے جیسا
ہو سکتا نہیں کوئی پرایا مرے جیسا
کوئی نہیں خالق کا بنایا مرے جیسا
حد یہ کہ نہیں خود مرا سایہ مرے جیسا

انوار کے یہ پھول کھلیں گے مرے گھر میں
مجھ جیسے فقط تم کو ملیں گے مرے گھر میں

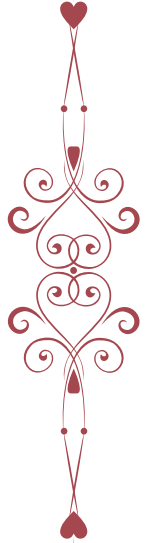
گھر میں ہیں میرے سارے ولی ایک ہی جیسے
ہم سارے ہیں نورِ ازلی ایک ہی جیسے
ہم سب میں ہیں اوصافِ جلی ایک ہی جیسے
ہم سارے محمدؐ ہیں ، علیؑ ایک ہی جیسے

عقلِ بشریت میں سماتے ہی نہیں ہیں
مت سوچ کہ ہم سوچ میں آتے ہی نہیں ہیں



اللہ نہیں، مظہر اللہ ہیں ہم سب
جو راہِ حقیقت ہے وہی راہ ہیں ہم سب
خود اپنے مراتب سے بس آگاہ ہیں ہم سب
ہاں نور علی شاہوں کے بھی شاہ ہیں ہم سب

بے مثل ہے جو بھی وہ مثالی نہیں ہوتا
پھر جائے جو ہم سے وہ حلالی نہیں ہوتا



اعتبارِ قلم

سرِ ورق یہ ہر اک اختیار کھو دیتا
ہر ایک لفظ بھی اپنا وقار کھو دیتا
حسن کے ہاتھ سے نسبت اگر نہیں ہوتی
قسم خدا کی قلم اعتبار کھو دیتا

شام ہو جاتی

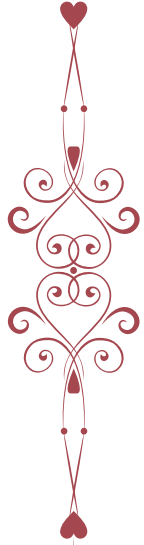
ہر ایک سانس فنا کا پیام ہو جاتی
تمام دنیا بس اک پل میں رام ہو جاتی
اٹھاتے تیغ اگر مجتبیٰ تو نور علی
سحر سے پہلے یزیدوں کی شام ہو جاتی



قلم میں حسن کا ہوں قلم

لفظوں کا شہہ سوار حسن کا قلم ہوں میں
تحریر کا نکھار حسن کا قلم ہوں میں
کاغذ کا ہوں وقار حسن کا قلم ہوں میں
میں ہوں وفا شعار حسن کا قلم ہوں میں

شہکار کر دیا ہے مجھے شاہ کار نے
میری قسم بھی کھائی ہے پروردگار نے





لکھنا ہے کیسا لفظ کہاں جانتا ہوں میں
تحریر ہوگی کیسے رواں جانتا ہوں میں
قرطاس کی صدا کو ازاں جانتا ہوں میں
ہر اک لغت ہر ایک زباں جانتا ہوں میں

سینے میں رازِ گن فیکوں پالتا ہوں میں
جتنے ہیں لفظ سب کا بدن ڈھالتا ہوں میں

رکھی ہے کردگار نے میرے لئے نوید
دستِ نجس میں جا کے بھی ہوتا نہیں پلید
تیغوں کو ہے خبر کہ مرا وار ہے شدید
لعنت ضرور کرتا ہوں لکھتا ہوں جب یزید

تیغِ علی کی طرح نکھارا ہوا ہوں میں
دستِ حسن پہ رب کا اُتارا ہوا ہوں میں





وابستہ ہو گیا ہوں حسن کے کمال سے
پہچانا اب میں جاؤں گا زہرا کے لال سے
خائف لعین شام ہیں سب میری چال سے
لفظوں کو آ رہا ہے پسینہ جلال سے

مجھ سُنّ ہوں نغمہ بے صوت کی طرح
کاغز پہ ہوں رواں ملک الموت کی طرح

حکمِ امام سے میں رواں ہوں سر ورق
ہے روشنائی میری منور شفق شفق
کردوں گا میں لعینوں کے روشن سبھی طبق
ہے مجھ کو یاد عظمتِ حیدر کا ہر سبق

اندازہ کیا لگاؤ گے میرے دوام کا
میری کمر پہ ہاتھ ہے میرے امام کا



لکھوں گا لفظ ، جبر کی گفتار کاٹ کر
صبح ازل سے شام کی یلغار کاٹ کر
بغض و ریا و جبر کی دستار کاٹ کر
رکھ دوں گا اپنی نوک سے تلوار کاٹ کر

اتروں جو رن میں تیغوں کا پانی اُتار دوں
جسموں پہ موت لکھ کے ابھی سب کو مار دوں

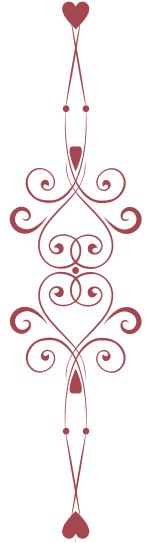
تیغوں کو جس کا ڈر، وہ علیٰ کا بھرم ہوں میں
میں ہاشمی گھرانے میں ہوں باہشم ہوں میں
اللہ کا کرم ہے کہ اس کا کرم ہوں میں
کاغذ کی کر بلا میں حسن کا علم ہوں میں

بچ کر نفاق جائے گا کیا میرے وار سے
خالق نے خود تراشا مجھے ذوالفقار سے



پاکیزہ ہے جو نور علی اُس چمن کا ہوں
ہوں بے شکن کہ ثانی خیر شکن کا ہوں
ادنیٰ سا ایک غلام درِ پختن کا ہوں
اعزاز ہے مرا کہ سپاہی حسن کا ہوں

میں وہ قلم ہوں جو رگ احساس ہو گیا
آ کر حسن کے ہاتھ میں عباس ہو گیا





○

ہر ایک شرک کی رد کو حسینؑ کہتے ہیں
زمیں پہ عکسِ احد کو حسینؑ کہتے ہیں

سناں کی نوک پہ ناپی جنہوں نے قامتِ شاہ
وہ کبریائی کے قد کو حسینؑ کہتے ہیں

قسم خدا کی ، خدا کی تو کوئی حد ہی نہیں
خدا کی حد ہے، تو حد کو حسینؑ کہتے ہیں

مرے خدا تجھے منوا گیا بس اک سجدہ
خدایا تیری سند کو حسینؑ کہتے ہیں

جو تاج بن کے ہے اللہ پر اے نور علی
ہم اہل عشق اسی شد کو حسینؑ کہتے ہیں





○

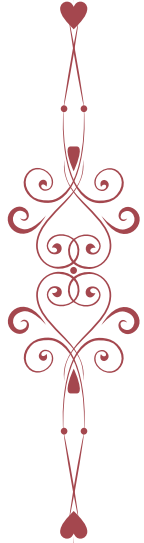
مثالِ خالقِ اکبر حسین بولے گا
بنا کے نیزے کو منبر حسین بولے گا

خמוש ہو گی خدائی وہاں پہ حیرت سے
بغیر جسم جہاں پر حسین بولے گا

بقائے دیں کیلئے ہو گا جب بھی سر کا سوال
خמוש ہوں گے پیہر، حسین بولے گا

خدا کے ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہوں میں
یہ بات بھی تہہ خنجر حسین بولے گا

لگے گی جب بھی عدالت، تو پیشِ ربِ جلی
گواہ ہونگے بہتر حسین بولے گا





کہے گا جب بھی کوئی لا الہ الا اللہ
تو لا الہ کے اندر حسین بولے گا

گماں یہ گزرے گا کھولیں ہیں ذوالجلال نے لب
کہ جب جلال میں آ کر حسین بولے گا

ہیں دن قریب کے گھر گھر بچھے گا فرشِ عزا
ہیں دن قریب کے گھر گھر حسین بولے گا

یقین ہے نور علی حشر میں ہمارے لئے
ہمارا شافعِ محشر حسین بولے گا



سجدے تلاش کرتے ہیں

حقیقتوں کے اُجالے تلاش کرتے ہیں
درِ حسینؑ کو رستے تلاش کرتے ہیں
ہر اک نماز میں سر کو جھکا کے نور علی
مرے حسینؑ کو سجدے تلاش کرتے ہیں

عبادتوں کی عبادت

قادر خدا کی ذات ہے قدرت حسینؑ ہے
ساری حقیقتوں کی حقیقت حسینؑ ہے
سجدے کو دے کے طول بتایا رسولؐ نے
میری عبادتوں کی عبادت حسینؑ ہے



سفینہ نجات

عقدہ کشتائے عقدہ دشوار ہے حسینؑ
خلاقِ کائنات کا شہکار ہے حسینؑ
چودہ نفوسِ نور کا معیار ہے حسینؑ
گلِ انبیاء کا قافلہ سالار ہے حسینؑ

دھرتی یہ کبریا کا قرینہ حسینؑ ہے
اسلام جس میں ہے وہ سفینہ حسینؑ ہے

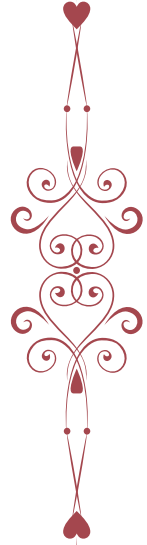


راجِ خدا کے دین میں اس کا رواج ہے
شاہدِ خدا ہے اور یہ شہادت کا تاج ہے
باقی جو نامِ رب ہے اسی کا خراج ہے
توحید کے مزاج کا یہ ہم مزاج ہے

معیارِ دینِ حق کا ترازو حسینؑ ہے
توحید نے جو تھا وہ بازو حسینؑ ہے

حق ہے یہی رسولؐ ہیں سردارِ انبیاء
حق ہے یہی علیؑ ہیں شہنشاہِ اوصیاء
حق ہے یہی کہ مرکزِ عصمت ہیں سیدہؑ
حق ہے کہ انتخابِ خدائی ہیں مجتبیٰ

انوار تھے یہ جلوہ فگنِ مشرقین میں
چاروں سادے ہیں خدا نے حسینؑ میں



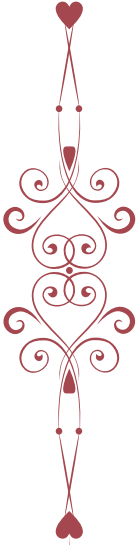


رب نے عطا کیا اسے فطرت پہ اختیار
حکمت پہ اختیار ، حکومت پہ اختیار
تقدیر پر گرفت تو قدرت پہ اختیار
حق نے دیا اسی کو حقیقت پہ اختیار

یہ اختیارِ امرِ شہہٗ مشرقین ہے
پانی کو مار دے جو وہ پیاسا حسین ہے

واحد تھا اور دلیلِ احد بن گیا حسین
ہر کفر اور شرک کی رد بن گیا حسین
سجدے میں کبریا کی سند بن گیا حسین
نوکِ سناں پہ دین کا قد بن گیا حسین

اک دن میں کام ایسا کیا ہے حسین نے
اللہ کو خرید لیا ہے حسین نے





ہر امر و اختیارِ الہی حسینؑ ہے
دونوں جہاں پہ جس کی ہے شاہی حسینؑ ہے
اللہ کا عظیم سپاہی حسینؑ ہے
کٹتی رگوں سے رب کی گواہی حسینؑ ہے

قرآں سناں پہ اس طرح ڈھرا گیا حسینؑ
اللہ کو اکیلا ہی منوا گیا حسینؑ

شیرؑ کیا ہے بات یہ سمجھا نہیں کوئی
اس کی ہیں کیا صفات یہ سمجھا نہیں کوئی
کیا کیا ہیں ممکنات یہ سمجھا نہیں کوئی
شیرؑ ہے حیات یہ سمجھا نہیں کوئی

یہ اک دلیلِ اوجِ شہہِ مشرقینؑ ہے
جو موت سے بھی مرنہ سکے وہ حسینؑ ہے



اس کا نشانِ پا ہے فرشوں کی جانماز
اس کی عبا کا سایہ ہے حوروں کی جانماز
اس کا لباسِ پاک ہے نبیوں کی جانماز
اس کا عمامہ ٹھہرا اماموں کی جانماز

جب طول تھا نمازِ شہیہ مشرقین میں
مصروف تھی نماز، نمازِ حسین میں

توحید کا جواز ہے سجدوں کا ناز ہے
ہے ناز جس پہ رب کو یہ وہ بے نیاز ہے
ہم کیا کہ انبیاء کا بھی یہ چارہ ساز ہے
اس کا قصیدہ پڑھنا زباں کی نماز ہے

توحیدِ ذوالجلال کا نام و نشان نہ ہو
اک سجدہٴ حسین اگر درمیاں نہ ہو



حاجات ہر بشر کو ہی ہوتی ہیں صبح دم
پر کربلا کے دشت میں پانی نہ تھا بہم
پھر کیسے پاک ہوتے وہ اصحابِ محترم
لیکن حسینؑ ابنِ علیؑ نے کیا کرم

ہر جس اُن کی ذات سے معدوم کر دیا
سب کو بس اک نگاہ میں معصوم کر دیا

رتبہ ہر اک نبی کا بڑھا کربلا کے بعد
نامِ خدا بلند ہوا کربلا کے بعد
دینِ رسولؐ پاک بچا کربلا کے بعد
آئی یہ کبریا کی صدا کربلا کے بعد

اعلیٰ جہان بھر سے جبینِ حسینؑ ہے
دینِ رسولؐ آج سے دینِ حسینؑ ہے



عظمت یہ ہے کہ اس نے سنبھالا ہے دین کو
گل کر کے سب چراغ اُجالا ہے دین کو
اس نے ہی مشکلوں سے نکالا ہے دین کو
اصغرؑ کی طرح گود میں پالا ہے دین کو

اعلیٰ ہے دین اس میں علو ہے حسینؑ
قرآن کی رگوں میں لہو ہے حسینؑ

وہ مقصدِ حسینؑ، کہ مقصود کو ہے ناز
حامدِ حسینؑ ایسا کہ محمود کو ہے ناز
اس کی عبادتوں پہ تو معبود کو ہے ناز
اس کے ہر ایک سجدے پہ مسجود کو ہے ناز

معراجِ سجدہ ریز ہے اس کی جبین پر
ملنے خدا، حسینؑ سے آیا زمین پر

نظریں اٹھا کے نور علی کر بلا کو دیکھ
کرب و بلا میں ٹھہری صفِ انبیاء کو دیکھ
قطبوں، قلندروں کو سبھی اولیاء کو دیکھ
سب دیکھ کر حسین کی اس انتہا کو دیکھ

جلوہ فگن ہے عکسِ جمالی حسین کا
اسلام آج بھی ہے سوا لی حسین کا



سر کون اٹھائے

صد احترام شاجِ رسالت جھکی رہی
صد احترام بارِ ثمر اُٹھ نہیں سکا
سر کون اٹھائے تیرے مقابل مرے حسین
سجدے سے جب رسول کا سراٹھ نہیں سکا

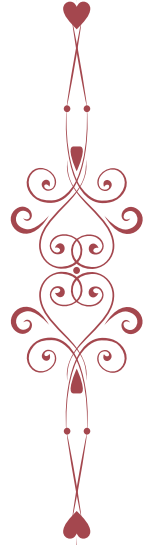
خدا شریک ہے

کوئی مٹا سکا نہ گا غمِ حسین
حق بات بس یہی ہے یہی بات ٹھیک ہے
کالا غلافِ کعبہ ہے اس بات کا ثبوت
شیر کی عزا میں خدا خود شریک ہے





اسے سمجھ کے مصلہ نماز پڑھتا ہے
ہے کربلا یہاں کعبہ نماز پڑھتا ہے
یہ کربلائے معلیٰ تو وہ مصلہ ہے
کہ جس پہ عرشِ معلیٰ نماز پڑھتا ہے
گل انبیاء جہاں مل کر وضو بھی کر نہ سکے
وہاں حسینؑ اکیلا نماز پڑھتا ہے
سمجھ کے نقشِ قدم کو ہی جانمازِ وفا
جری کے قدموں میں دریا نماز پڑھتا ہے
حسینؑ جیسا نمازی کہاں سے لاؤ گے
حسینؑ تو سر نیزہ نماز پڑھتا ہے
ہے حکمِ رب کہ ابھی پشت سے اٹھے نہ حسینؑ
ابھی رسولؐ کا سجدہ نماز پڑھتا ہے
بجھا چراغ تو پھیلی ضیاءِ مودت کی
اندھیری شب میں اجالا نماز پڑھتا ہے





درِ بتولِ مصلہ ہے عرش والوں کا
یہاں اُتر کے ستارہ نماز پڑھتا ہے

بنا کے عشق کی اک جا نماز سولی کو
کٹی زباں سے عقیدہ نماز پڑھتا ہے

علیٰ کے عشق کی دیتا ہے جب بھی کوئی اذال
نسب ہو ٹھیک تو چہرہ نماز پڑھتا ہے

و نورِ شوق میں کرتا ہوں جب بھی میں ماتم
وجود سارے کا سارا نماز پڑھتا ہے

کمر پہ ہوتی ہے زنجیر جب بھی سجدہ کناں
ہر ایک خون کا قطرہ نماز پڑھتا ہے

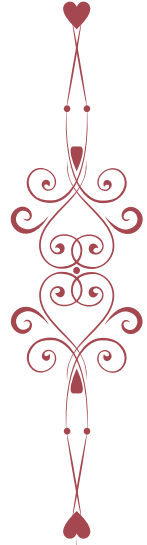
یہ دیکھ کون زیادہ ہے کربلا سے قریب
نہ دیکھ کون زیادہ نماز پڑھتا ہے

عزا کے فرش پہ فتوے نہ یوں لگا واعظ
اسی پہ تیرا مصلہ نماز پڑھتا ہے





خدا بھی راضی ہے اُس سے حسین بھی راضی
عزا کے ساتھ جو بندہ نماز پڑھتا ہے
زمانہ سمجھے نہ معبود اس کو نور علی
اسی لئے مرا مولاً نماز پڑھتا ہے
☆ بلال کی یہ زمین حسین ہے نور علی
کہ جس پہ تیرا قصیدہ نماز پڑھتا ہے





باندھا

نبیوں کے ہر اک خواب کو تعبیر سے باندھا
قرآن کو قرآن کی تفسیر سے باندھا
مقتل میں سرِ خاک بکھرتے ہوئے دیں کو
سرورؐ نے رگِ گردنِ بے شیرؐ سے باندھا

کعبۂ کربلا کا سنگِ اسود

ایک ابراہیمؑ کا جذبہ ہے اک شیرؐ کا
دونوں جذبوں میں ہم آہنگی تو بے حد چاہیے
کربلا میں جونؑ کو اس واسطے لائے حسینؑ
کعبۂ شیرؐ کو اک سنگِ اسود چاہیے

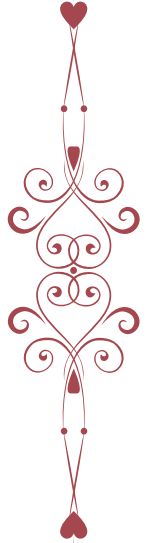




طیبِ فطرس حسینؑ کا جھولا

کمالِ خالقِ اطہرِ حسینؑ کا جھولا
شعاعِ عالمِ انورِ حسینؑ کا جھولا
قرارِ شافعِ محشرِ حسینؑ کا جھولا
زمیں پہ عرش کا محورِ حسینؑ کا جھولا

نبیؐ و زہراً و حیدرؑ کے چین کی خاطر
خدا نے بھیجا یہ جھولا حسینؑ کی خاطر



خدا نے آپ بنایا حسین کا جھولا
علیٰ ولی نے سجایا حسین کا جھولا
نگاہِ حق میں سما یا حسین کا جھولا
دلِ بتوں کو بھایا حسین کا جھولا

ہے متصل یہ صدا شاہِ مشرقین کے ساتھ
یہ گھر میں زہرا کے نازل ہوا حسین کے ساتھ

یہ جھولا عکسِ تمنا ہے سارے جھولوں کا
یہ جھولا عرشِ معلیٰ ہے سارے جھولوں کا
یہ جھولا مرکزِ سجدہ ہے سارے جھولوں کا
یہ جھولا خانہٴ کعبہ ہے سارے جھولوں کا

تمام جھولوں کی یہ وجہ زین رہتا ہے
کہ اسکی گود میں مولا حسین رہتا ہے





تمام نور کے پیکر اسے جھلاتے ہیں
نبی، امام، پیغمبر اسے جھلاتے ہیں
جناب حیدر صفاً اسے جھلاتے ہیں
رسول پاک تو اکثر اسے جھلاتے ہیں

کسے خبر کہ یہ کن عظمتوں کا حامل ہے
اسے جھلانا بھی کارِ نبی میں شامل ہے

نبی کا ناز، شہہ مشرقین ہے اس میں
جناب فاطمہ کا نورِ عین ہے اس میں
خدا کے دین کی سب زینت ہے اس میں
حسین جھولا ہے، مولا حسین ہے اس میں

یہ خود میں عرش کے انوار کو سموتا ہے
اسی میں چین سے زہراً کا چین سوتا ہے





خدا کے دین کا احسان اس کی گود میں ہے
رسولِ پاک کا امکان اس کی گود میں ہے
دلِ بتوں کا ارمان اس کی گود میں ہے
یہ مثلِ رحل ہے، قرآن اسکی گود میں ہے

بیاں ہو کیسے کہ یہ رفعتوں میں کیسا ہے
پئے حسینؑ جو مادر کی گود جیسا ہے

کروں میں کیسے بھلا اس کی وسعتوں کو بیاں
حدوں میں اس کی سمٹ آیا عالمِ امکاں
دکھائی دیتا ہے جھولا تجلیٰ یزداں
یہ جھولتا ہے تو چلتی ہے گردشِ دوراں

تمام جھولوں پہ جھولا یہ راج کرتا ہے
ملائکہ کا یہ جھولا علاج کرتا ہے

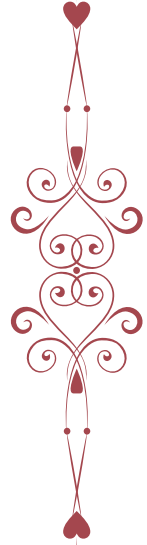


یہ میں نے دیکھا ہے شعبان جب بھی آتا ہے
یہ جھولا اب بھی حرم میں سجایا جاتا ہے
ہر اک حسین کا زائر اسے جھلاتا ہے
اسے جھلاتا ہے من کی مراد پاتا ہے

حسین اُس کے ہر اک غم کو ٹال دیتا ہے
جو اپنے بچے کو جھولے میں ڈال دیتا ہے

ازل سے ہے یہ اسی انتہا میں نور علی
یہ جھولتا ہے خدا کی رضا میں نور علی
رہا یہ بنتِ نعی کی دعا میں نور علی
یہ ساتھ شہا کے تھا کربلا میں نور علی

اسی لئے اسے عالی مقام لکھا ہے
کہ اس پر اب علی اصغر کا نام لکھا ہے





○

کر بلا کے دشت میں منظر بہ منظر آیتیں
ایک قرآنِ شہادت اور بہتر آیتیں

جانمازِ عشق پر، پڑھ کر شہادت کی نماز
ہو گئیں قامت میں ساری ہی برابر آیتیں

دی سرِ مقل جو تصویرِ پیغمبرؐ نے ازاں
خود ہی کہنے لگ پڑیں اللہ اکبر آیتیں

آیتیں شامل ہوئیں جو بولتے قرآن میں
کب ملیں قرآن کو بھی ایسی منور آیتیں

موجہ دریا نے اٹھ اٹھ کر پڑھارن میں درود
کر بلا میں آئیں جب سوکھے لبوں پر آیتیں





انبیاء کے سب صحیفے کرنے آئے ہیں سلام
لائے ہیں شبیرِ مقتل سے اٹھا کر آتیں

پردہٴ قوسین میں رب کی زباں خاموش تھی
پڑھ رہا تھا نوکِ نیزہ پر کٹا سر آتیں

کون کہتا ہے کہ بس سوکھی رگیں ہی زد پہ ہیں
کاٹتا ہے سجدہٴ خالق میں خنجر آیتیں

خطبہٴ زینبؓ انہی آیات کی تفسیر ہے
وہ جو تھیں قرآنِ ناطق کی زباں پر آیتیں

شام کی راہوں میں پائے سیدِ سجاؤ پر
سجدہ کرنے آئیں قرآں سے نکل کر آیتیں

مدحتِ قرآنِ ناطق لکھ رہا تھا نور میں
آگئیں اشعار کے پیکر میں ڈھل کر آتیں





بنایا شاہ نے کعبے کا کعبہ کربلا میں
نمازوں نے بچھایا ہے مصلہ کربلا میں

سر کرب و بلا ایسا کیا سروڑ نے سجدہ
کیا کل انبیاء نے آکے سجدہ کربلا میں

عطا کر دی بلندی شہہ نے اتنی کربلا کو
اُتر کر آ گیا عرشِ معلیٰ کربلا میں

سناں پر گفتگو شیر نے جب کی خدا سے
تو خود معراج نے بھی سر جھکایا کربلا میں

زمانہ کر رہا ہے اُس کی پیائش ابھی تک
علی اصغر نے اتنا قد نکالا کربلا میں



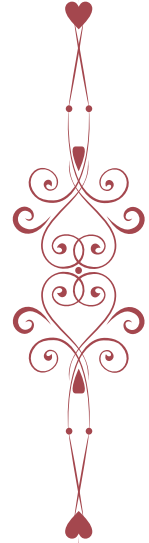


علیٰ اصغر نے دنیا کو سنایا مسکرا کر
سبھی نبیوں کی محنت کا نتیجہ کر بلا میں

یزیدی خوف سے کرب و بلا آتے نہیں ہیں
کہ ہے عباسؑ کی بانہوں کا پہرہ کر بلا میں

اسی کرب و بلا میں تو ہوا تھا حشر برپا
سوا ب میدانِ محشر بھی لگے گا کر بلا میں

بڑی مدت سے دل میں نور بس یہ آرزو ہے
پڑھوں جا کر میں مولا کا قصیدہ کر بلا میں





چھایا ہوا ہے کعبے پہ کرب و بلا کا رنگ
ہر رنگ سے ہے گہرا لباسِ عزا کا رنگ

بے رنگ ہو کے بھی سبھی رنگوں سے تیز ہے
دنیا سمجھ نہ پائے گی اشکِ عزا کا رنگ

بے رنگ ہی رہے گا یہ اب روزِ حشر تک
عباسؑ نے اڑایا ہے یوں علقمہ کا رنگ

بازو نہیں ہیں پھر بھی تو بھرتا ہے جھولیاں
دنیا سے منفرد ہے یہ تیری عطا کا رنگ

دنیا کا کوئی رنگ بھی بھاتا نہیں اسے
شامل ہو جس کے خوں میں علیؑ کی ولا کا رنگ

حیدرؑ نے جیسے کلمہ اژدر کیا تھا دو
اصغرؑ تھا ہو بہو وہی تیری وعا کا رنگ

سجدے جو خاک کرب و بلا پر ادا ہوئے
ماتھے پہ میرے آ گیا خاکِ شفا کا رنگ

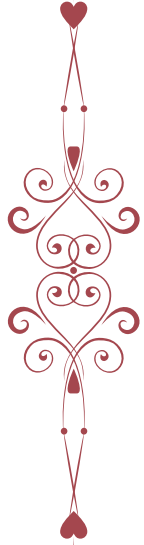




سلطانِ کربلا

کمال ہے کہ خدا کا کمال ہے شہیرؑ
فنا پزیر ہیں سب لازوال ہے شہیرؑ
جلالِ رب کی قسم ذوالجلال ہے شہیرؑ
سجودِ رب میں، نبی کا خیال ہے شہیرؑ

حسینؑ فکرِ بشر میں سما نہیں سکتا
خدا بھی اب کوئی ایسا بنا نہیں سکتا





ازل پہ صاحبِ مسند دکھائی دیتا ہے
حدودِ ذات میں بے حد دکھائی دیتا ہے
ضیائے عالمِ سرمد دکھائی دیتا ہے
یہ خود نبی کو محمدؐ دکھائی دیتا ہے

صفاتِ رب کا یہ آئینہ دار لگتا ہے
بشر کی شکل میں پروردگار لگتا ہے

خدائی راز ہے اور اس کا رازداں ہے حسینؑ
خدا کی ساری خدائی کا ترجمان ہے حسینؑ
مچلتی دھوپ میں رحمت کا سا سببان ہے حسینؑ
سناں کی نوک پہ اللہ کی زباں ہے حسینؑ

مثالِ عظیمِ شہبہ مشرقینؑ کوئی نہیں
حسینؑ ایک ہے دوجا حسینؑ کوئی نہیں



کوئی بھی خود میں صفاتِ احد سمو نہ سکا
کوئی بھی فصل بہتر سروں کے بو نہ سکا
لہو سے خانہ کعبہ کو کوئی دھو نہ سکا
حسینؑ جیسا تو بارہ (12) میں کوئی ہو نہ سکا

خدا کا عکس ، امامت کی زین کہتے ہیں
جو لاشریک ہو اُس کو حسینؑ کہتے ہیں

مثالِ رب جلی بے نیاز ہے شبیرؑ
نبوتوں کے لئے چارہ ساز ہے شبیرؑ
جوازِ دینِ خدا کا جواز ہے شبیرؑ
نماز نے جو پڑھی وہ نماز ہے شبیرؑ

رُکے تھے رب جلی کے اُصولِ سجدے میں
حسینؑ دوش پہ تھے اور رسولؐ سجدے میں





دل و نگاہِ نبی کا سرور ہے شیرؑ
ہر ایک جبر کی ساعت سے دور ہے شیرؑ
شعارِ دین خدا کا شعور ہے شیرؑ
انا یہ کہتی ہے میرا غرور ہے شیرؑ

زباں سے اس کی ہی قرآں کلام کرتا ہے
اسے تو سجدہ بھی جھک کر سلام کرتا ہے

خدا ہے کیا یہ بتایا اسی کے سجدے نے
خدا سے ہم کو ملایا اسی کے سجدے نے
خدا کا دین بچایا اسی کے سجدے نے
وجودِ شرک مٹایا اسی کے سجدے نے

اک اور کعبہ بسرِ دشتِ کربلا ہوتا
اگر یہ سجدہ نہ کرتا تو یہ خدا ہوتا

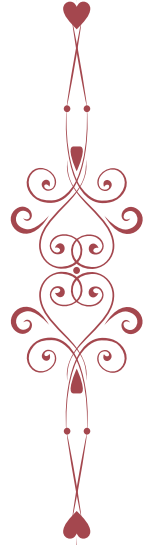


حسین ہی نے کیا قرض زندگی کا ادا
ازاں ازاں میں رواں ہے حسین ہی صدا
یہی صراطِ حقیقت یہی ہے راہِ خدا
حسین ہی نے کیا حڑ کو حرما سے جدا

حسین راہ کے پتھر سے دُر بناتا ہے
حسین آج بھی قیدی کو حڑ بناتا ہے

یہ کائنات میں جو صبح و شام باقی ہے
یہ جو زمین و زماں کا نظام باقی ہے
یہ جو رسولِ خدا کا پیام باقی ہے
یہ جو رکوع و سجود و قیام باقی ہے

ثبوت ہے کہ شہہ مشرقین زندہ ہے
یزید قتل ہوا ہے ، حسین زندہ ہے



جھکا سکا نہ کوئی آج تک علم اس کا
مثالِ حیدر کراڑ ہے ہشتم اس کا
تمام عالمِ امکان پہ ہے کرم اس کا
نجاتِ نوعِ بشر بن گیا ہے غم اس کا

غمِ حسین کی ضو خوں میں جگمگاتی ہے
دھڑکتے دل سے صدا یا حسین آتی ہے





○

سجدہ شکر ہوا رب کی رضا جیت گئی
زخم سب ہار گئے خاکِ شفا جیت گئی

ہار اور جیت کا جس وقت اٹھارن میں سوال
ہنس کے اصغرؑ نے کہا، کرب و بلا جیت گئی

مان کر ہار یہ تیروں نے کہا اصغرؑ سے
علی اصغرؑ ترے ہنسنے کی ادا جیت گئی

خودکشی موجوں نے آ کر لبِ دریا کر لی
خشک ہونٹوں سے جونکلی وہ صدا جیت گئی

تشنگی نہر کو ٹھکرا کے جو واپس پلٹی
عالمہ بول اٹھی آج وفا جیت گئی



حالتِ سجدہ میں تھے سارے نمازی حیراں
سب عبادات سے جب حُرّ کی خطا جیت گئی

بے حیائی پہ ہی بنیاد رکھی تھی جس کی
دیکھ اس تخت سے زینبؓ کی ردا جیت گئی

جبر بڑھتا رہا، بڑھتی رہی ماتم کی صدا
جبر کی ہار ہوئی، شہہ کی عزا جیت گئی

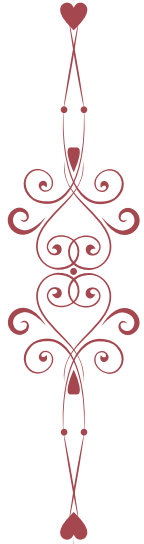
ہارا جب نور علی فطرس و راہب کا نصیب
تب مقدر سے شہہ دین کی عطا جیت گئی





○

مرے ہر خواب کی تعبیر لکھنا آ گیا ہے
کہ بچے کو مرے شیر لکھنا آ گیا ہے
لیوں پر اُس کے اب اک مسکراہٹ کھیلتی ہے
اُسے اب اصغر بے شیر لکھنا آ گیا ہے
علم غازی کا کاغذ پر بنا لیتا ہے اکثر
بلندی کی اُسے تفسیر لکھنا آ گیا ہے
وہ لفظ کربلا لکھتا ہے کالے مارکر سے
سیاہی سے اسے تنویر لکھنا آ گیا ہے
وہ اب تا عمر سائے میں رہے گا سیدہ کے
اُسے اب چادرِ تطہیر لکھنا آ گیا ہے



اُٹھا کر ہاتھ اب بچہ مرا کرتا ہے ماتم
اُسے خود ہاتھ سے تقدیر لکھنا آ گیا ہے

سپاہی ہو گیا ہے سید سجاد کا وہ
سر کاغذ اسے زنجیر لکھنا آ گیا ہے

کرے گا نور وہ لعنت ہمیشہ حرملہ پر
کہ اس کو اب کمان اور تیر لکھنا آ گیا ہے

حُسْنِ حَسِیْنِؑ

کلی کے جیسا ہے وہ اور نہ پھول جیسا ہے
علیٰ کی مثل نہ ہی وہ بتوں جیسا ہے
بیان کیسے کرے کوئی اُس حسین کا حُسن
وہ جس حسین کا بیٹا رسول جیسا ہے

بولتی نادِ علیؑ

میزانِ بلاغت میں اثر گھول رہی ہے
خطبوں سے لعینوں کے نسب کھول رہی ہے
یوں گھولے ہیں لب نور علی بنتِ علیؑ نے
لگتا ہے خود نادِ علیؑ بول رہی ہے

بتولؑ کا لہجہ

علیؑ کے لہجے میں بولی ہے بس یہ خیر ہوئی
درِ عذابِ خدا ورنہ کھولتی زینبؑ
قیامت آتی قیامت سے پہلے نور علیؑ
اگر بتولؑ کے لہجے میں بولتی زینبؑ

زینتِ حیدرؑ

رب اکبر کی قسم رب کی ولی ہے زینبؑ
سانس لیتی ہوئی اک نادِ علیؑ ہے زینبؑ
زینتِ حیدرِ صفدر نہ ہو کیوں نورِ علیؑ
گود میں اُمِ ابیہہ کے پلی ہے زینبؑ

تاریخِ کارخ

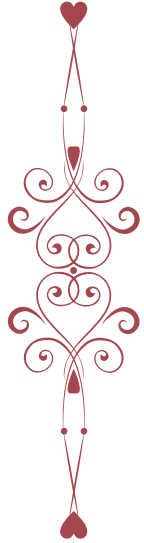
چہرہ طالبِ بیعت پہ بندھے ہاتھوں سے
اک طمانچے کا نشان چھوڑ گئی ہے زینبؑ
دیکھ اے نورِ علی کرب و بلا کی جانب
پوری تاریخ کا رُخ موڑ گئی ہے زینبؑ



خدیجہ کربلاؑ

زینتِ اللہ کو زینت کا زینب نام ہے
قادرِ تقدیر کی قدرت کا زینب نام ہے
بولتے قرآن کی آیت کا زینب نام ہے
کربلا کے جسم کی قامت کا زینب نام ہے

اس کی عظمت پر فدا خود ہو رہی کربلا
سائے میں اس کی ردا کے سو رہی کربلا





جو گماں سے ہے سوا وہ حدِ امکانی ہے یہ
ترجمانِ چہرہٴ رب ہے سوا لافانی ہے یہ
مجلسِ شہیر کی اس دہر میں بانی ہے یہ
ثانی بنتِ نبی ہے اور لاثانی ہے یہ

کیوں نہ وہ زینبِ خدا کے عکس کی عکاس ہو
جس کے دربانوں میں شامل حضرتِ عباسؓ ہو

باغِ توحیدِ الہی کی کلی لگنے لگی
تھی ولایت کی امیں سو یہ ولی لگنے لگی
ربِ اکبر کی جلالت سے جلی لگنے لگی
جب دیئے خطبے تو زینبؓ ہی علیؓ لگنے لگی

عظمتِ کردارِ زہراؓ کا نتیجہ بن گئی
کر بلا آ کر یہی زینبؓ خدیجہؓ بن گئی

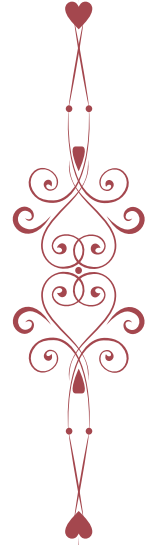


نورِ پیکرِ حاملِ تنویر ہے تو کربلا
دو جہاں میں لائقِ توقیر ہے تو کربلا
حریت کی اک حسین تصویر ہے تو کربلا
جاننا ہوں کاتبِ تقدیر ہے تو کربلا

ہاتھ بندھوا کر نئی تحریر لکھنے آئی ہے
کربلا! زینب تری تقدیر لکھنے آئی ہے

یہ وہ زینب ہے جسے کرتی ہیں تقدیریں سلام
خوابِ سجدہ ریز ہیں کرتی ہیں تعبیریں سلام
اس کے لہجے کو کریں نبیوں کی تقریریں سلام
سر جھکا کر پاؤں پر کرتی ہیں شمشیریں سلام

وزنِ امامت کا یہ شانوں پر اٹھا کر لے گئی
یہ بہتر (72) کو اکیلی ہی بچا کر لے گئی





رن میں ہر اک ناصر و یاور کا لڑنا اور ہے
قاسم و عباس اور اکبر کا لڑنا اور ہے
دستِ شاہِ دین پر اصغر کا لڑنا اور ہے
لشکرِ کفار سے سرور کا لڑنا اور ہے

ہو کے اک خاتونِ قصرِ کفر کو یہ ڈھا گئی
یہ بندھے ہاتھوں سے غازی کا علم لہرا گئی

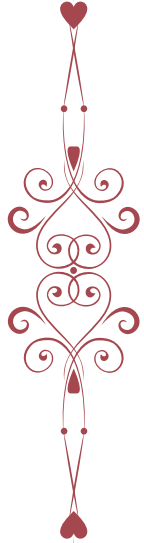
بن کے خوفِ مرگ جاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف
خوفِ لشکر سے بھی بھاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف
کیا بتاؤں کتنا کاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف
نسلِ سفیانی پہ طاری تھا بندھے ہاتھوں کا خوف

اک طمانچہ ہر رُخِ باطل پر جڑنے آ گیا
یوں لگا غازی کٹے ہاتھوں سے لڑنے آ گیا



قصہٴ بغض و ریا انجام تک پہنچا دیا
منکروں کو دین کے پیغام تک پہنچا دیا
صبر کو معراج دے کر بام تک پہنچا دیا
کر بلا کو دے کے وسعت شام تک پہنچا دیا

خوف ایسا تھا کہ خود اُلٹا بیاں دینے لگے
جو نمازوں کے تھے منکروہ ازاں دینے لگے



بولتی تفسیر

بنتِ شیرِ کبریا عباسؑ کی ہمیشہ ہے
یہ شراکتدارِ کارِ حضرتِ شیرِ ہے
شام کے دربار میں تقریرِ زینبؑ سے گھلا
بولتے قرآن کی یہ بولتی تفسیر ہے

محافظِ نسلِ محمدؐ

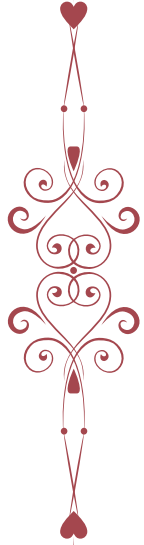
نبی کے سر پہ سے دستار ڈھل گئی ہوتی
کہ تیغِ طعنہٴ ابتر کی چل گئی ہوتی
علیؑ کی بیٹی نے اس کو بچا لیا ورنہ
خدایا سورہٴ کوثر بھی جل گئی ہوتی



شریکۃ الحسینؑ

کمالِ خلقتِ پروردگار ہے زینبؑ
نبی کا مان علیؑ کا وقار ہے زینبؑ
جلالِ رب کی اک آئینہ دار ہے زینبؑ
کلام کرتی ہوئی ذوالفقار ہے زینبؑ

جو جان کون و مکاں ہے یہ اُس کی بیٹی ہے
جو اپنے باپ کی ماں ہے یہ اُس کی بیٹی ہے





علیٰ ولی سا ہی پایا خدا نے زینبؓ کو
بتوںؓ جیسا سجایا خدا نے زینبؓ کو
چلو میں اپنی چلایا خدا نے زینبؓ کو
یہ سوچ کر ہی بنایا خدا نے زینبؓ کو

علیٰ کے خواب کی تعبیر ہو تو ایسی ہو
حسینؓ کی کوئی ہم شیر ہو تو ایسی ہو

علیٰ جو شانِ ادب ہے یہ اُسکی زینت ہے
علیٰ جو فخرِ عرب ہے یہ اُسکی زینت ہے
علیٰ جو اعلیٰ نسب ہے یہ اُسکی زینت ہے
علیٰ جو زینتِ رب ہے یہ اُسکی زینت ہے

برائے دین یہ ایمان بن کے اُتری ہے
علیٰ ولی پہ یہ قرآن بن کے اُتری ہے



اسی کے دم سے سرِ شام ہر اُجالا ہے
اسی کے عظم نے اسلام کو سنبھالا ہے
ہر اعتبار سے جو معتبر حوالہ ہے
اسی نے گود میں اُس کربلا کو پالا ہے

علیٰ کے لہجے میں جب یہ کلام کرتی ہے
تو اس کو نبیِ البلاغہ سلام کرتی ہے

نشانِ کفر اُبھرنے نہیں دیا اس نے
خدا کا دین بکھرنے نہیں دیا اس نے
لہو کا رنگ اُترنے نہیں دیا اس نے
کسی شہید کو مرنے نہیں دیا اس نے

خدا کے دین کی سب زیب وزین لگنے لگی
یہ کربلا سے جو نکلی حسینؑ لگنے لگی





اسی نے رحمتِ رحمن کو بچایا ہے
اسی نے عصر کے امکان کو بچایا ہے
اسی نے عظمتِ انسان کو بچایا ہے
اسی نے بولتے قرآن کو بچایا ہے

نہ ہوتیں آپ تو یہ دیں بدل گیا ہوتا
لیکتے شعلوں میں اسلام جل گیا ہوتا

اسی نے لاشہ کیا پائمال بیعت کا
ہر ایک زہن سے گھر چا خیال بیعت کا
کچھ ایسا کر دیا زینبؓ نے حال بیعت کا
نہ ہو گا حشر تک اب سوال بیعت کا

بس ایک وار میں ربطِ حیات کاٹ دیا
طلب جو کرتا تھا بیعت وہ ہاتھ کاٹ دیا



اسی نے پیروں تلے تخت و تاج کو روندنا
اسی نے کفر کے رانج رواج کو روندنا
خلاف دین تھا جو اُس سماج کو روندنا
سقیفہ والے یزیدی مزاج کو روندنا

ہر ایک در کا سوالی بنا دیا اس نے
یزید نام کو گالی بنا دیا اس نے

قدرِ ذات کی قدرت نے بھی سلامی دی
اسی کو غازی کی ہیبت نے بھی سلامی دی
اسے حسین کی جرات نے بھی سلامی دی
اسے علیؑ کی شجاعت نے بھی سلامی دی

سروں سے زعمِ خلافت اُتارنے والی
یہ ہے یزید کو گھر جا کے مارنے والی





دیا ہے دین کو اس نے دوام خطبوں سے
کلامِ رب کو کیا اس نے عام خطبوں سے
اجل کا کام لیا بے نیام خطبوں سے
الٹ کے رکھ دیا دربارِ شام خطبوں سے

دل حسین کا عکاس بن کے بولی ہے
علیٰ کے لہجے میں عباس بن کے بولی ہے

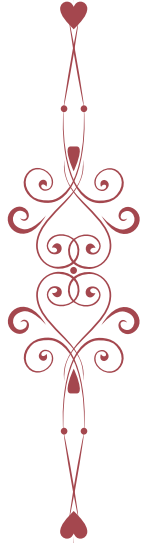
کیا جو کام لعین کا تمام تو یہ گھلا
لیا شہیدوں کا جب انتقام تو یہ گھلا
اُتر کے آیا فلک سے سلام تو یہ گھلا
جو بعدِ عصر ہوئی بے نیام تو یہ گھلا

سوادِ شب میں سحر کا پیام ہے زینبؓ
علیٰ کی تیج کا ہی ایک نام ہے زینبؓ



رواں جو سینے میں دم ، دم بہ دم ہے نور علی
گُھلا ہوا جو سروں پر علم ہے نور علی
ہمارے پاس جو یہ فصلِ غم ہے نور علی
یہ شہزادی کا ہم پر کرم ہے نور علی

یہ آج تک جو عزائے حسین جاری ہے
دلِ یزید پہ زینب کا خوف طاری ہے



○

کرم رب کا ہوارب کے کرم تک آ گیا ہے
جھکا کر سر جو غازی کے علم تک آ گیا ہے

سخی عباس تیری پیاس کی معراج ہے یہ
کہ دریا خود ترے نقش قدم تک آ گیا ہے

قلم میرا علم لگنے لگا ہے اس جہاں کو
جری کا نام جو نوکِ قلم تک آ گیا ہے

عزاداروں کا رتبہ ہے کہ خود رومالِ زہرا
سرِ مجلس ہماری چشمِ نم تک آ گیا ہے

زمانے بھر میں کتنا محترم حڑا ہو گیا ہے
کہ حڑا جس دن سے بابِ محترم تک آ گیا ہے

وہ بندہ کیوں کرے گا آرزو جنت کی اے نور
جو شہزادی سکینہ کے حرم تک آ گیا ہے



○

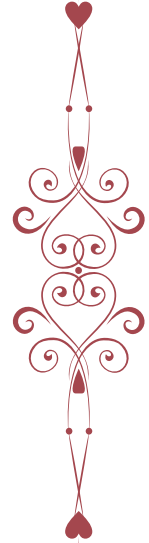
معجزہ یہ پیاس کا دیکھا درِ عباسؑ پر
سجدہ کرنے آگیا دریا درِ عباسؑ پر

اتنی اونچائی عطا کر دی اسے عباسؑ نے
خود وفا کرتی ہے اب سجدہ درِ عباسؑ پر

کیا خبر کتنی ہے عظمت اس درِ عباسؑ کی
بانٹتی ہیں نعمتیں زہراً درِ عباسؑ پر

یوں درِ عباسؑ پر زنجیر کا ماتم کروں
ہاتھ کٹ کر گر پڑے میرا درِ عباسؑ پر

میں درِ عباسؑ پر آ کر ہوا اتنا بلند
آسماں لگنے لگا چھوٹا درِ عباسؑ پر





مانگنے آتی ہے پانی جس سے نہرِ علقمہ
نسب ہے اک ایسا مشکیزہ درِ عباسؑ پر

جس ردائے پاک کا ضامن تھا عباسؑ جری
آج اُس چادر کا ہے سایہ درِ عباسؑ پر

کب یہاں آ کر فقیروں کی صدا خالی گئی
کب رہا خالی کوئی کاسہ درِ عباسؑ پر

پاس رکھنا تو ہمیشہ دولتِ عشقِ حسینؑ
نور بس چلتا ہے یہ سکہ درِ عباسؑ پر



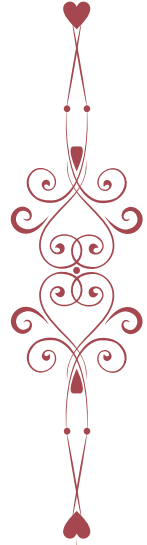


معراج سخاوت

غازیؑ نے دو جہان کو اسباب بخش کر
اسباب تولنے کو ترازو بھی دے دیئے
عباسؑ وہ سخی ہے کہ جس نے حیات کو
خیرات دی تو ساتھ میں بازو بھی دے دیئے

ہاتھ گھلا ہے

لہراتا علم دیکھ کے یوں لگتا ہے مجھ کو
جیسے کہ کوئی بابِ مناجات گھلا ہے
دنیا ہے ترے در کی گدا اس لئے غازیؑ
دنیا کو خبر ہے کہ ترا ہاتھ گھلا ہے



پانی پہ قبضہ

موجہ خود سر کی طغیانی پہ قبضہ کر لیا
ایک لافانی نے ہر فانی پہ قبضہ کر لیا
بارہویں شیر کی اس پر بچھے گی جانماز
اس لئے عباس نے پانی پہ قبضہ کر لیا

بے شیر کھیلے گا

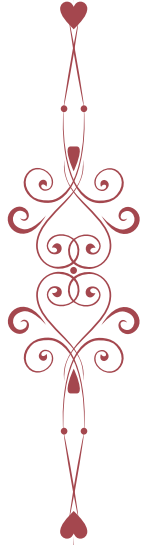
عطا کر نبی کے خواب کو تعبیر کھیلے گا
بغیر تیغ بھی میدان میں شمشیر کھیلے گا
کیا حملہ نہ غازی نے فقط یہ سوچ کر رن میں
کہ ان مٹی پتلوں سے مرا بے شیر کھیلے گا



خلقتِ خواہشِ سیدہ
(ربِ عباسؑ نے یوں کی ہے ثنائے عباسؑ)

حکمِ ربی ہے وفاؤں کو اکٹھا کر لو
باغِ عصمت کی ہواؤں کو اکٹھا کر لو
بنتِ احمدؑ کی دعاؤں کو اکٹھا کر لو
میرے حیدرؑ کی اداؤں کو اکٹھا کر لو

پرچمِ حق کا علمدراڑ بنا نا ہے مجھے
دوسرا جعفرِ طیارؑ بنا نا ہے مجھے





جاؤ الیاسؑ زمانوں کی شرافت لاؤ
نخضرؑ تم جاؤ ذرا موسیٰؑ کی ہیبت لاؤ
جاؤ جبریلؑ میں کعبے کی قامت لاؤ
جاؤ مریمؑ ، درِ زہراً سے طہارت لاؤ

خواہشِ زہراً سے لاریب بنانا ہے اسے
میں ہوں بے عیب سو بے عیب بنانا ہے اسے

مجھ سے خود آلِ پیمبرؑ نے اسے مانگا ہے
فاطمہ زہراًؑ کی دختر نے اسے مانگا ہے
صدفِ کعبہ کے گوہر نے اسے مانگا ہے
مجھ سے ہر سجدے میں حیدرؑ نے اسے مانگا ہے

اب تو واجب ہے کہ شہکار بناؤں اس کو
ہو بہو حیدر کراڑ بناؤں اس کو

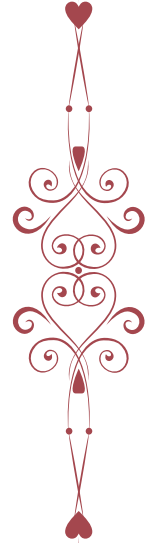


سر بلندوں میں سرفراز بناؤں گا اسے
اپنے حیدر کا ہم آواز بناؤں گا اسے
اپنے نازوں کے لئے ناز بناؤں گا اسے
چودہ رازوں کا ہی ہم راز بناؤں گا اسے

چرچے تاحد جہاں ہونے ہیں ہر سو اس کے
اپنے ہاتھوں سے بناؤں گا میں بازو اس کے

ہاشمی چاند میں ہاشم کی شبابہت ہوگی
اس کی تخلیق میں حیدر کی شجاعت ہوگی
اس کی ہر سانس میں مولاً کی مودت ہوگی
جسم میں خوں کی جگہ حُبِ امامت ہوگی

میرے چہرے کا ہی عکاس کہے گی دنیا
میرے شہکار کو عباس کہے گی دنیا





اس کی تجسیم میں رکھوں گا جلالت اپنی
اس کے پیکر میں سما دوں گا میں عظمت اپنی
اس کے ہاتھوں میں ہی رکھوں گا میں قدرت اپنی
”نقطہٴ با“ پہ اُتاروں گا یہ آیت اپنی

کُل ایمان کا ایمان نظر آئے گا
بچنے میں ہی یہ عمراں نظر آئے گا

ہوگا حیدرؑ سا مددگار زمانے کے لئے
میرا تحفہ ہے یہ زہراؑ کے گھرانے کے لئے
لاؤ سدرہ کی لڑی ماتھا سجانے کے لئے
قدسیو لاؤ حیا آنکھ بنانے کے لئے

حکمِ شہیرؑ اگر ہو گا تو یہ بولے گا
پیشِ زینبؑ یہ کبھی آنکھ نہیں کھولے گا

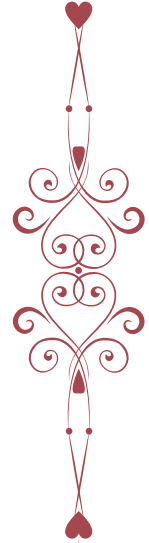


چاہتا ہوں کہ وفا اپنے معانی دیکھے
عالمہ بہتے ہوئے اپنی روانی دیکھے
چاہتا ہوں کہ جہاں میری نشانی دیکھے
اپنی آنکھوں سے علیٰ اپنی جوانی دیکھے

نور چمکے گا یہ نورِ ازلی کے گھر میں
یہ علیٰ، بھیجوں گا میں اپنے علیٰ کے گھر میں

خاص زہرا کی تمناؤں سے منسوب ہے یہ
خوبیاں جس کو کہیں خوب، وہی خوب ہے یہ
میرے محبوب کے محبوب کا محبوب ہے یہ
جس کا طالب ہوں میں خود اُس کا ہی مطلوب ہے یہ

باتیں کرتی ہوئی تصویر ولی کی ہوگی
جب یہ بولے گا تو آواز علیٰ کی ہوگی





ہوگا عالم کا مددگار علیٰ ہی کی طرح
ہوگا یہ صاحبِ دستار علیٰ ہی کی طرح
ہوگا یہ حق کا طرفدار علیٰ ہی کی طرح
ہوگا عباسؑ ، علمدار ، علیٰ ہی کی طرح

صورتِ ناد علیٰ عقدہ کُشا دو ہوں گے
آج کے بعد نصیری کے خدا دو ہوں گے

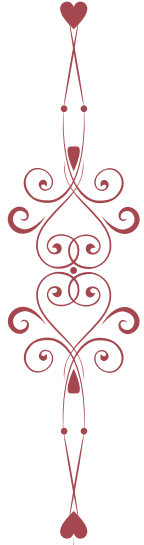
اپنے لشکر کا علمدار جو پائے گا حسینؑ
رتبہ خود اس کا زمانے کو بتائے گا حسینؑ
جاگتا ہوگا تو گودی میں کھلائے گا حسینؑ
جب یہ سوئے گا تو جھولا بھی جھلائے گا حسینؑ

میرا شبیرؑ اسے خود سے بہم رکھے گا
اس کے گہوارے میں چھوٹا سا علم رکھے گا



عرش پر نور علی سب کو بلایا رب نے
سب کو تخلیق کا شہکار دکھایا رب نے
اپنے جلوے کا تعارف بھی کرایا رب نے
پھر بڑے ناز سے نبیوں کو بتایا رب نے

دل شیر کے احساس کا خالق میں ہوں
فخر ہے مجھ کو کہ عباس کا خالق میں ہوں





جلالِ علمدار

کنارے جلتے روانی میں آگ لگ جاتی
عطش کے حرف و معانی میں آگ لگ جاتی
جلال اتنا تھا عباسؑ کا کہ دریا میں
پسینہ گرتا تو پانی میں آگ لگ جاتی

عباسؑ کے ہاتھ

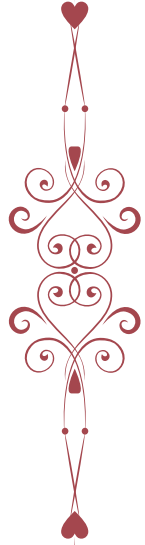
جنت میں کبھی عرشِ منور پہ لگیں گے
یہ ہاتھ علم بن کے ہر اک گھر پہ لگیں گے
یہ کہہ کے اٹھائے ہیں حسینؑ ابن علیؑ نے
عباسؑ یہ ہاتھ اب مرے منبر پہ لگیں گے



نیزہ عباسِ علمدار

گفتگو لعل و زمرد کی نہ الماس کی بات
آج کرنی ہے مجھے نیزہ عباس کی بات
سر بہ سر صورتِ سرافیل کے عکاس کی بات
جس سے خود خوفِ اجل کو ہے اُس احساس کی بات

یہ وہ نیزہ جسے صیقل کیا انگاروں نے
دی ہے جھک جھک کے سلامی جسے تلواروں نے





موت ہے آتشِ پیہم ہے جری کا نیزہ
تیغِ شیر کا ہدم ہے جری کا نیزہ
بہ خدا مرگِ مجسم ہے جری کا نیزہ
مستقل حشر کا عالم ہے جری کا نیزہ

دستِ عباسؑ میں جس وقت یہ لہراتا ہے
کھینچ کر جان، یہ جسموں سے نکل جاتا ہے

تیغ کی کاٹ ہے یہ تیر کا انداز ہے یہ
دم یہ عباسؑ کا بھرتا ہے سودم ساز ہے یہ
موت اک راز ہے، اور موت کا اک راز ہے یہ
پر نہیں رکھتا مگر مانلِ پرواز ہے یہ

سنساتا ہوا جب سر سے گزر جاتا ہے
نیزہ یہ موت کو بھی موت نظر آتا ہے



رن میں اس کے ہی اشارے پہ قضا چلتی ہے
جس طرف کو یہ چلے بادِ فنا چلتی ہے
ایسے مقتل میں کوئی تیغ بھی کیا چلتی ہے
یہ جدا چلتا ہے اور موت جدا چلتی ہے

حدِ امکان سے آگے یہ نکل سکتا ہے
یہ تو موسیٰ کے عضیٰ کو بھی نکل سکتا ہے

سر اڑا دیتا ہے دشمن کا یہ دستار سمیت
کھینچ لیتا ہے زباں حلق سے گفتار سمیت
دشمن دیں کو فنا کرتا ہے تلوار سمیت
یہ سواروں کو الٹ دیتا ہے، راہوار سمیت

اڑتے تیروں پہ بہ صدناز جھپٹ پڑتا ہے
جیسے چڑیوں پہ کوئی باز جھپٹ پڑتا ہے





دستِ عباسی دلاور سے ہوا اس کا وصال
نوک میں اس کی سمٹ آیا ہے غازی کا جلال
سرِ میداں ، صفِ اعدا پہ چلا حشر کی چال
وار سے اس کے ہوئی جاتی ہیں ڈھالیں بھی ٹڈھال

کاٹ ایسی کوئی تلوار نہیں پا سکتی
اس کی رفتار کو رفتار نہیں پا سکتی

موت کی راہ میں کب اس کا دم ڈولتا ہے
اپنے میزانِ عدالت میں بدن تولتا ہے
نوک سے اپنی ، لعینوں کے نسب کھولتا ہے
بے زباں ہوتے ہوئے بن کے اجل بولتا ہے

ہے ہر اک لب پہ صدا برق کی اک جوت ہے یہ
نیزہ عباسی کا ہے یا ملک الموت ہے یہ

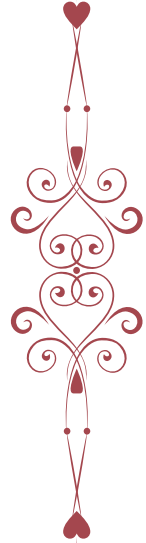


وار ہے نیزہ عباس کا خود موت کا وار
صفِ اعدا کو بنا دیتا ہے لاشوں کی قطار
نیزہ عباس کا راہوارِ ہوا پر ہے سوار
خوف سے اس کے چھڑا جاتا ہے پانی کو بخار

نہر پر جس گھڑی سقائے سکیئہ آیا
اس کی صحبت سے تو دریا کو پسینہ آیا

جا کہیں چھپنے کی کوئی بھی نہیں پائے گا
عرش سے فرش پہ جبریل نہیں آئے گا
خوف سے کوئی ملک پر نہیں پھیلانے گا
جسم تو جسم ہیں روحوں سے گزر جائے گا

جنگ میں موت کا احساس نظر آتا ہے
نیزہ عباس کا عباس نظر آتا ہے



روضہ فرات پر

عباسؑ باوفا کا ہے روضہ فرات پر
قائم ہے یہ وفاؤں کا کعبہ فرات پر
غازی کے اختیار کا یہ معجزہ تو دیکھ
بازو نہیں ہیں پھر بھی ہے قبضہ فرات پر

باب الحوائج

سند یہی ہے کہ حرفِ سند کو آتے ہیں
زمانے بھر کی بلاؤں کی رد کو آتے ہیں
اک ایسا بابِ حوائج ہے حضرتِ عباسؑ
اسے پکاریں تو چودہ مدد کو آتے ہیں

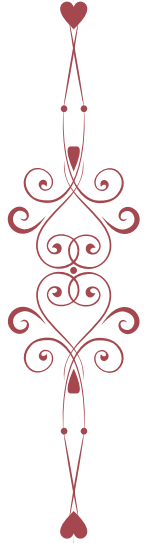


مولا عباسؑ

حسینؑ جانے کہ کیا ہے حسینؑ کا عباسؑ

دعائے سیدہ زہراً حسینؑ کا عباسؑ
علیؑ ولیؑ کی تمنا حسینؑ کا عباسؑ
حسینیتؑ کا اثاثہ حسینؑ کا عباسؑ
وفاؤں کیلئے کعبہ حسینؑ کا عباسؑ

بس ایک رازِ خدا ہے حسینؑ کا عباسؑ
حسینؑ جانے کہ کیا ہے حسینؑ کا عباسؑ





نہ پاسکی اسے پروازِ فکرِ انسانی
اسی کے قدموں میں ٹھہرا ہے آج تک پانی
زمانے بھر کیلئے ہے یہ وجہ حیرانی
علیٰ کا ثانی ہے یہ اور خود ہے لاثانی

قرارِ قلبِ نبیؐ دل کا چچین جانتا ہے
یہ کیا ہے اس کو فقط اک حسینؑ جانتا ہے

علیؑ ہے رازِ خدا اور علیؑ کا راز ہے یہ
علیؑ کی مثل ہی دنیا کا چارہ ساز ہے یہ
وفا کا قبلہ، عقیدت کی جانماز ہے یہ
جو خود ہے نازِ خدا اُس علیؑ کا ناز ہے یہ

یہ اس کی اوج کا چھوٹا سا اک حوالہ ہے
حسنؑ حسینؑ نے محسنؑ سمجھ کے پالا ہے



ذرا یہ سوچو یہ اوجِ کمال کیا ہو گا
خیالِ رب کا ہے جو ہم خیال کیا ہو گا
علیٰ کے جس میں ہوں سب خدو خال کیا ہو گا
بتولؑ جس کو کہے اپنا لال کیا ہو گا

نہ جانے کیا ہے وہ جو نورِ عین جیسا ہے
جو چشمِ زہراً میں بالکل حسین جیسا ہے

کمالِ حضرتِ عباسؑ کیا ہے کس کو خبر
دلِ حسینؑ کا احساس کیا ہے کس کو خبر
علیٰ کے چہرے کا عکاس کیا ہے کس کو خبر
امامتوں کا یہ الماس کیا ہے کس کو خبر

ولایتوں کو یہ اپنا ولی دکھائی دیا
علیٰ کے ہوتے ہوئے یہ علیٰ دکھائی دیا



وہ کیا ہے جس کو وفا کعبہٴ وفا جانے
خود اپنا شیر جسے شیرِ کبریا جانے
مقام اس کا علیؑ اور سیدہؑ جانے
اب اس سے آگے کی باتوں کو بس خدا جانے

یہ گل تو گلشنِ تطہیر میں ہی کھلتا ہے
علیؑ ولی کو بھی یہ مانگنے سے ملتا ہے

علیؑ کے علم کے معلوم حضرتِ عباسؑ
دلِ حسینؑ کا مرقوم حضرتِ عباسؑ
وفا کا ایک ہی مفہوم حضرتِ عباسؑ
قسمِ خدا کی ہے معصوم حضرتِ عباسؑ

دلیل یہ ہے، کہ اسے انما سمجھتی ہے
اسی کے ہاتھوں کو زینبؑ ردا سمجھتی ہے



جواب حیدر کراڑ کوئی ہو نہ سکا
علیٰ کی ذات کا اظہار کوئی ہو نہ سکا
کہیں بھی ایسا وفادار کوئی ہو نہ سکا
پھر اس کے بعد علمدار کوئی ہو نہ سکا

امامتوں کی ضیائے جلی میں کھیلا ہے
جہاں پہ یہ ہے وہاں پر یہی اکیلا ہے

ذرا بتاؤ کہ ایسا وقار کس کو ملا
ہر اک مدار میں دار و مدار کس کو ملا
جریؑ کے جیسا بھلا اقتدار کس کو ملا
بغیر بانہوں کے یہ اختیار کس کو ملا

کمال پر پسر شیر کبریا کے سوا
ہے کون تیسرا عبائل اور خدا کے سوا





جو نازِ گل ہے یہ ایسی کلی کی صورت ہے
ولایتوں میں خدا کے ولی کی صورت ہے
کبھی خفی کبھی حرفِ جلی کی صورت ہے
یہ اپنی ذات میں نادِ علیؑ کی صورت ہے

علیؑ کی مثل ہی یہ کبریائی کرتا ہے
بغیر بانہوں کے مشکل کشائی کرتا ہے

ملا ہے آلِ محمدؐ سے یہ وفا کا صلہ
دعائے زہراً نے پایا ہر اک دُعا کا صلہ
رضائے حضرتِ شہیرؑ پر رضا کا صلہ
دیا خدا نے اسے ضبطِ انتہا کا صلہ

کریم ذات کے اس پر کرم زیادہ ہیں
کہ مسجدوں سے بھی اس کے علم زیادہ ہیں

کسے خبر کہ یہ احساس کیا ہے نور علی
ہے کربلا کی بھی جو آس کیا ہے نور علی
وفا کا سورہ والناس کیا ہے نور علی
حسین کیلئے عباس کیا ہے نور علی

علی سے پوچھو، شہہ مشرقین سے پوچھو
کمال اس کے ہیں کیا یہ حسین سے پوچھو

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakinah



یہ ہے عباسؑ یہ ہر خواب کو تعبیر کرتا ہے
کٹے ہاتھوں سے یہ کرب و بلا تعمیر کرتا ہے

علمدارِ وفا کرتا ہے ناممکن کو بھی ممکن
لہو سے بہتے پانی پر وفا تحریر کرتا ہے

جھکا دیتا ہے اس کا سر درِ آلِ محمدؐ پر
خدا جس شخص کو بھی صاحبِ توقیر کرتا ہے

کبھی راہب کو بیٹے اور کبھی فطرس کو پر دینا
خدا کے کام ہیں سارے جنہیں شیر کرتا ہے

کمائی بچ گئی نبیوں کی تو شیر یہ بولے
یہ چھوٹے کام ہیں یہ اصغرؑ بے شیر کرتا ہے

فقط اک اصغرؑ بے شیر ہے وہ سورما جس نے
لیا ہے کام ہونٹوں سے، جورن میں تیر کرتا ہے

درِ عباسؑ سے جو کچھ بھی مانگا ہے وہ پایا ہے
مرا ہر کام میرا کاتبِ تقدیر کرتا ہے

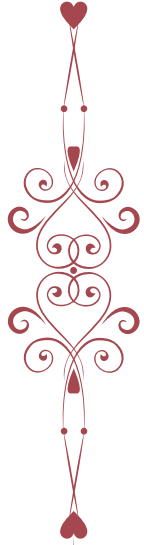




آدمِ سادات سجدوں کا مسجود

سجاڈ سجدہ گاہِ امامت کی زین ہے
سجاڈ نورِ چشمِ شہِ مشرقین ہے
سجاڈ عکسِ فاتحِ بدر و حنین ہے
سجاڈ وہ علیؑ ہے جو بالکل حسینؑ ہے

ایسا نہیں کوئی نگہ بے نیاز میں
سجدے سلام کرتے ہیں اس کو نماز میں





عابد ہے ایسا جس پہ عبادت کو ناز ہے
یہ نازِ کبریا ہے خدائی کا راز ہے
دینِ خدا کے واسطے یہ چارہ ساز ہے
سجاڈ سر سے پاؤں تک خود نماز ہے

کیا وصف ہوں بیاں صفتِ بے مثال کے
رب نے اسے بنایا ہے سجدوں کو ڈھال کے

زین العباء ہے، زینِ عبادات رب ہے یہ
ہم نامِ مرتضیٰ ہے یہ اعلیٰ نسب ہے یہ
دنیا غلام جس کی وہ شاہِ عرب ہے یہ
ہر دم حسینیّت کی بقا کا سبب ہے یہ

سجاڈ سے بقا کی دعا مانگتا رہا
اسلام اس کے در سے شفا مانگتا رہا



خالق کے اختیار کا سجاؤ نام ہے
اسلام کے وقار کا سجاؤ نام ہے
سرور کے اعتبار کا سجاؤ نام ہے
خاموش ذوالفقار کا سجاؤ نام ہے

سجدے سے سمجھتے ہیں مسجود کی طرح
عابدِ خموش رہتا ہے معبود کی طرح

بولا تو لا اللہ کی تفسیر بن گیا
کرب و بلا کے خواب کی تعبیر بن گیا
دین خدا کا کاتبِ تقدیر بن گیا
سجاؤ شام آتے ہی شبیر بن گیا

آیا جلال میں تو جلی بولنے لگا
سجاؤ کی زباں سے علی بولنے لگا





حیدرؓ بھی ہے حسینؓ بھی عمرانؓ بھی ہے یہ
ممنون جس کا رب ہے وہ احسان بھی ہے یہ
یہ آیتِ خدا بھی ہے قرآن بھی ہے یہ
دینِ رسولؐ پاک کی پہچان بھی ہے یہ

کرب و بلا کو سینوں میں آباد کر گیا
یہ قید ہو کے دین کو آزاد کر گیا

اللہ کے جمال کا آئینہ دار ہے
اس پر خدا کے دین کا دار و مدار ہے
عابدِ یزیدیت پہ بہتر کا وار ہے
رُو کی حسینؓ نے جو یہ وہ ذوالفقار ہے

رُکتا نہ یہ جو حکمِ امامِ مبینؑ پر
ہوتا نہ آج شام کا نقشہ زمین پر



اعلیٰ ہے اور مُعلیٰ اعلیٰ ہے کربلا
یعنی جمالِ رب سے جمالی ہے کربلا
بے مثل و بے مثال، مثالی ہے کربلا
عابد سے زندگی کی سوالی ہے کربلا

مقصدِ حسینیت کا بکھرنے نہیں دیا
سجّاد نے حسین کو مرنے نہیں دیا

عزادار بنا ہے

نبیوں کی عبادات کا معیار بنا ہے
کعبے میں نیا در سرِ دیوار بنا ہے
وہ خاک جو سجّاد کے اشکوں سے ہوئی نم
اُس خاک سے مولا کا عزادار بنا ہے



اصغر کے پاؤں

ہے رزقِ جہاں اصغرؑ بے شیر کا صدقہ
دنیا علی اصغرؑ کی عطاؤں پہ پلے گی
وہ پاؤں جو رکھے نہیں اصغرؑ نے زمیں پر
یہ کرب و بلا اب انہی پیروں سے چلے گی

علیؑ کھیل رہا ہے

جو دل ہیں خفی اُن سے جلی کھیل رہا ہے
کیا کھیل یہ شش ماہا ولی کھیل رہا ہے
نو لاکھ کے لشکر پہ ہنسا ہے علی اصغرؑ
یا کلہ اژدر سے علیؑ کھیل رہا ہے



تلوار اٹھاتا

سر کیسے مقابل کوئی سردار اٹھاتا
ممکن ہی نہ تھا اس کا کوئی وار اٹھاتا
بچپن میں جو پلٹا گیا مسکن سے لشکر
کیا کرتا جواں ہو کے جو تلوار اٹھاتا

9 لاکھ کھلونے

باقی نہیں رکھ پاتے ہیں جب ساکھ کھلونے
بچوں کو نظر آتے ہیں پھر راکھ کھلونے
میدان میں خود آ گیا جھولے سے نکل کر
اصغر کو نظر آئے جو نو لاکھ کھلونے



○

تو کیا ہوا کہ جو بے شیر ہے علی اصغرؑ
علیؑ کی طفلی کی تصویر ہے علی اصغرؑ

خلیل رب نے جو دیکھا تھا خوابِ ذبحِ عظیم
اُس ایک خواب کی تعبیر ہے علی اصغرؑ

لکھا گیا جسے قرآنِ حق کے چہرے پر
حسینیت کی وہ تحریر ہے علی اصغرؑ

یزید خوف میں ہے جس کی سنسناہٹ سے
کمانِ رب کا وہی تیر ہے علی اصغرؑ

زبان و لفظ عطائے حسینؑ ہیں لاریب
زبان و لفظ کی تاثیر ہے علی اصغرؑ

زمانہ مانے نہ مانے مگر اے نورِ علیؑ
مرا تو کاتبِ تقدیر ہے علی اصغرؑ



سورما

لہو اجل کی رگوں سے نچوڑ دیتا ہے
نظر سے موت کی آنکھوں کو پھوڑ دیتا ہے
ہے دو جہان میں وہ سورما علی اصغرؑ
جو مسکرا کے کمانوں کو توڑ دیتا ہے

مسکرانا جانتا ہے

شجاعت کا سبق اصغرؑ پڑھانا جانتا ہے
رگوں میں کس کا خون ہے یہ بتانا جانتا ہے
جہاں پر خوف سے خود موت کی سانس رکی ہوں
علی اصغرؑ وہاں بھی مسکرانا جانتا ہے





○

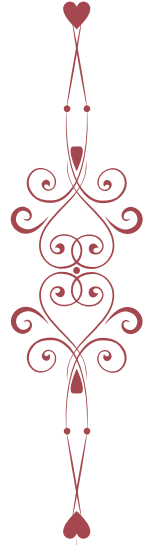
خواب آ کر مل گیا تعبیر سے
تیر ہارے گردن بے شیر سے
دین حق خود مانگنے آیا ہے قد
کربلا میں اصغر بے شیر سے
بد نصیبی خوش نصیبی بن گئی
جب ملا حُرّ کاتبِ تقدیر سے
حشر تک اب ہو نہیں سکتا جدا
نام اکبر نعرۂ تکبیر سے
پاک کتنی ہے کسائے سیدہ
پوچھ جا کر آیۂ تطہیر سے



شکر پر تیرے خدا حیران ہے
صبر بولا حضرتِ شبیرؑ سے
دہر کی خوشیاں اُسے بھاتی نہیں
عشق ہو جس کو غمِ شبیرؑ سے
تیغِ حیدرؑ نے کیا تھا جو وہی
کام زینبؑ نے لیا تقریر سے
نور وہ میرے بدن کا خمس ہے
خوں جو نکلا ماتمِ زنجیر سے

چھ مہینے

قامتِ لا اللہ ہے اصغرؑ
رن میں آیا عجب قرینوں سے
عمر دونوں جہاں کی ہار گئی
علیٰ اصغرؑ کے چھ مہینوں سے





معانی زبحِ عظیم

شہزادہ علی اصغرؑ

زبان بخش کے اصغرؑ نے بے زبانی کو
کہا کہ میں نے بنایا ہے زندگانی کو
مرے ہی دم سے ملا اعتبار پانی کو
اگر میں چاہوں ابھی روک لوں روانی کو

خدا گواہ کہ ہر نقش ہے جلی میرا
پسر حسینؑ کا ہوں نام ہے علیؑ میرا



امیرِ امر ہوں میں اور سب فقیر ہو تم
میں ہوں شریعت دیں اور سب شریر ہو تم
ضمیرِ عصر ہوں میں اور بے ضمیر ہو تم
مری نگاہ میں حیواں سے بھی حقیر ہو تم

نسب کے پست ہو بونے دکھائی دیتے ہو
مجھے تو سارے کھلونے دکھائی دیتے ہو

نبوتوں کی روانی ہے میرے بچپن میں
خلیلِ رب کی کہانی ہے میرے بچپن میں
خدا کی خاص نشانی ہے میرے بچپن میں
علیٰ ولی کی جوانی ہے میرے بچپن میں

علیٰ ہوں ، تارِ تنفس کو توڑ سکتا ہوں
تمہارے جسموں سے روحیں نچوڑ سکتا ہوں





کہیں یہ عہدِ زمانی نہیں تھا ، اور میں تھا
وجودِ لفظ و معانی نہیں تھا ، اور میں تھا
شعورِ شعلہ بیانی نہیں تھا ، اور میں تھا
زمیں نہیں تھی ، یہ پانی نہیں تھا ، اور میں تھا

نہ سمجھو تشنہ ، کہ میں ہوں قیاس سے پہلے
مجھے بنایا ہے خالق نے پیاس سے پہلے

سبھی زمانی ہو تم ، میں زماں سے پہلے ہوں
فلک سے پہلے ہوں میں ، آسماں سے پہلے ہوں
خدا گواہ کہ میں کن فکاں سے پہلے ہوں
بدن کے بعد ہو تم ، اور میں جاں سے پہلے ہوں

ہر ایک خوف سے پہلے خطر سے پہلے ہوں
مجھے ڈراؤ گے کیا تم ، میں ڈر سے پہلے ہوں



اجل نصیبو! اجل خوف مجھ سے کھاتی ہے
قضا کنیر ہے ، جھولا مرا جھلاتی ہے
مرا مقام ہے کیا سب کو یہ بتاتی ہے
علیٰ کی تیغ مجھے لوریاں سناتی ہے

خبر ہے سارے جہاں کو دلیر ہوتا ہے
علیٰ تو نام کا بھی ہو تو شیر ہوتا ہے

اے غافلو! مجھے پیاسہ سمجھ رہے ہو تم
محاذِ جنگ پہ تنہا سمجھ رہے ہو تم
نہ جانے اور بھی کیا کیا سمجھ رہے ہو تم
یہ بچپن ہے کہ بچہ سمجھ رہے ہو تم

ہر ابتلا و مصیبت کو ٹالنے کیلئے
اشارہ کافی ہے زم زم نکالنے کیلئے





مقام کیا ہے مرا یہ کلام جاری ہے
ابھی زمانہ مری معرفت سے عاری ہے
یہ میں جو پیاسا ہوں، یہ پیاس اختیاری ہے
سوارِ دوشِ پیمبرِ مری سواری ہے

شجاعتِ ابوطالب کا میں نتیجہ ہوں
یدِ حسینؑ پہ میں دولتِ خدمتِ خدیجہؑ ہوں

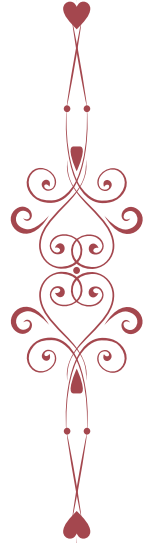
عجب تھا نور علی یہ کلام اصغرؑ کا
سمجھ سکا نہ زمانہ مقام اصغرؑ کا
تمام ماؤں کو ہے احترام اصغرؑ کا
نمازِ عصر پہ لکھا ہے نام اصغرؑ کا

حدودِ کرب و بلا میں یہ حد زیادہ ہے
زمانہ چھوٹا ہے، اصغرؑ کا قد زیادہ ہے



○

ملی ہے غموں کی دوا کر بلا سے
میں لایا ہوں خاکِ شفا کر بلا سے
بہ شکل کفن میں نے تربت کی خاطر
خریدار ہے فرشِ عزا کر بلا سے
مرے گھر میں ہے اک عزاخانہ جس میں
چلی آرہی ہے ہوا کر بلا سے
جہنم کو جنت سے تبدیل کر لو
یہ آتی ہے حُرّ کی صدا کر بلا سے
ہے آساں یہاں سے خدا تک پہنچنا
کہ ملتی ہے حدّ خدا کر بلا سے





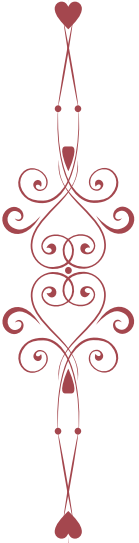
بقا بخش دی اُس کو کرب و بلا نے
نباہی ہے جس نے وفا کربلا سے

پئے دینِ حق اپنے بازو کٹانا
چلی ہے یہ رسمِ وفا کربلا سے

میں ہاری ہوں تجھ سے فقط ایک تجھ سے
یہ کہتی ہے اکثر قضا کربلا سے

تری خاک نے میری قیمت گھٹا دی
بہشتِ بریں نے کہا کربلا سے

نہ کیوں منقبت نور پھر ہو منور
ہوں جب لفظ سارے عطا کربلا سے

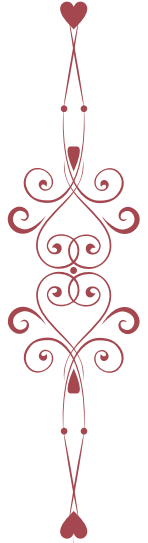




www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

اذان اکبر نے

کچھ ایسے دی سرِ مقل اذان اکبرؑ نے
جوان کر دیا دیں، نوجوان اکبرؑ نے
کلامِ حق کی قسم، سورہٴ محمدؐ کے
ہر ایک لفظ میں رکھ دی زبان اکبرؑ نے





سرایا رسولؐ

شہزادہ علی اکبرؑ

حسین ذات کی حد خیال ہے اکبرؑ
مصورِ ازلی کا کمال ہے اکبرؑ
فقط جمیل نہیں ہے ، جمال ہے اکبرؑ
مثال یہ کہ نبی کی مثال ہے اکبرؑ

یہ اپنی اصل میں اصلِ اصول جیسا ہے
پسر حسینؑ کا بالکل رسولؐ جیسا ہے



ہے نورِ عالمِ سرمد حسین کا بیٹا
خود اپنی حد میں ہے بے حد حسین کا بیٹا
مثالی کعبہ ہے خوش قد حسین کا بیٹا
بنا بنایا محمدؐ ، حسین کا بیٹا

اک اور در سر شہر قبول ہو جاتا
وحی اُترتی تو یہ بھی رسول ہو جاتا

حسن حسین کے ہیں سب اصول اکبرؑ میں
سمائی عمر جناب بتولؑ ، اکبرؑ میں
وصالِ رب ہوا ایسے وصول اکبرؑ میں
ہوئے اکٹھے علیؑ و رسولؐ ، اکبرؑ میں

سبھی حسین سبھی گل بدن اکٹھے ہیں
اس ایک ذات میں سب پنچن اکٹھے ہیں





علیٰ کے گھر میں ہوا جب ظہور اکبرؑ کا
تو پھیلا تا حدِ قوسین نور اکبرؑ کا
بشر کو ہوتا بھلا کیا شعور اکبرؑ کا.
زمیں پہ تھا علیٰ اکبرؑ غرور اکبرؑ کا

فرشتے عرش پہ حیرت سے سٹپٹائے تھے
علیٰ کے گھر میں محمدؐ کو دیکھ آئے تھے

خدا کے دین کی عمرِ دراز لگتا ہے
ہر اک اذان و اقامت کا ناز لگتا ہے
یہی ہے راز کہ رازوں کو راز لگتا ہے
نماز پڑھتے ہوئے خود نماز لگتا ہے

رسولِ حق کی دوبارہ نمود ہے اکبرؑ
قسمِ خدا کی سراپا درود ہے اکبرؑ

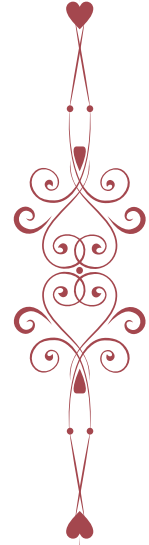


یہ جب چلے تو شرافت چلن میں ڈھلتی ہے
یہ جب رُکے تو طہارت بدن میں ڈھلتی ہے
یہ مسکرائے تو زینت کرن میں ڈھلتی ہے
کرے کلام تو آیت سُخن میں ڈھلتی ہے

اسی کے سائے میں پروانِ حُسن چڑھتا ہے
درود دیکھ کے اس کو درود پڑھتا ہے

ہر اک صفت میں ہے وصفِ جلی، علی اکبرؑ
ولایتوں میں ہے رب کا ولی، علی اکبرؑ
نبی کا پھول، احد کی کلی، علی اکبرؑ
ہو کار زار تو پھر ہے علیؑ، علی اکبرؑ

شجاعتِ علی اکبرؑ کا یہ حوالہ ہے
اٹھارہ شیروں نے یہ شیرِ مل کے پالا ہے





کمالِ شان سے یہ دشتِ کربلا میں لڑا
قضا سے آگے نکل کر حدِ فنا میں لڑا
شریکِ کارِ رسالت کی اتباع میں لڑا
تھی ابتدائی لڑائی ، سو انتہا میں لڑا

محاذِ جنگ تھا ازبر اسے سبق کی طرح
صفوں کو رن میں اُلٹتا رہا ورق کی طرح

زمیں پہ جنگ جو اکبرؑ نے آسمانی کی
تھا خوف ایسا کہ رنگت اڑی تھی پانی کی
اجل یہ کہتی تھی ہو خیر زندگانی کی
کہ ہے یہ جنگ محمدؐ کی نوجوانی کی

علیؑ کی مثل علیؑ کا نقیب لڑتا ہے
عدوئے رب سے خدا کا حبیب لڑتا ہے



لڑی رسولِ دو عالم کی جنگِ اکبرؑ نے
دکھایا سب کو محمدؐ کا رنگِ اکبرؑ نے
کیا لعینوں کو بے نام و نگِ اکبرؑ نے
بدل کے رکھ دیا جنگوں کا ڈھنگِ اکبرؑ نے

پسرِ حسینؑ کا رن میں جدھر نکلتا تھا
عقابِ خودِ ملکِ الموت بن کے چلتا تھا

جو اصل حال تھا وہ اصلِ حال لکھ نہ سکا
خدا گواہ میں شانِ کمال لکھ نہ سکا
شعاعِ نورِ علی کا جمال لکھ نہ سکا
رسولِ پاکؐ کے سب خد و خال لکھ نہ سکا

کریمِ در پہ یہ وجہِ نجات بن جائے
قبول کر لیں جو لیلیٰؑ تو بات بن جائے





کرتے ہیں عزادار ، عزا ایک ہی جیسی
ہے سب پہ یہ زہراً کی عطا ایک ہی جیسی

دنیا ہو ، کہ ہو قبر ، کہ ہو حشر کی منزل
کام آئے گی حیدرؑ کی ولا ایک ہی جیسی

ہو کرب و بلا ، تم ہو ، نجف ہو ، کہ ہو مشہد
ہے حق کی قسم سب کی فضا ایک ہی جیسی

اصغرؑ کا تبسم ہو کہ ہو تیغ علیؑ کی
مقتل میں ہے دونوں کی ادا ایک ہی جیسی

وہ عرش کا فطرس ہو کہ ہو فرش کا راہب
دونوں پہ ہے اس در کی عطا ایک ہی جیسی

وہ روح کا ہو زخم کہ ہو زخم بدن کا
دیتی ہے شفا ، خاکِ شفا ایک ہی جیسی

اک ضامنِ تطہیر ہے اک وارثِ تطہیر
ہے زینبؑ و زہراً کی ردا ایک ہی جیسی





عباسِ علمدرا کے شاگرد ہیں دونوں
ہے عوَن و محمد کی وِعا ایک ہی جیسی

ظاہر میں الگ فرسِ عزا اور مصلہ
پر ملتی ہے دونوں پہ جزا ایک ہی جیسی

گو جسم بہتر ہیں مگر سب کے دلوں میں
ہے شوقِ شہادت کی ضیاء ایک ہی جیسی

ہر دور میں معیار بدلتے ہیں جہاں کے
ہر دور میں ہے کرب و بلا ایک ہی جیسی

اُس دور کا غاصب ہو کہ اِس دور کا منکر
اللہ سے پائے گا سزا ایک ہی جیسی

وہ حُرِ جگر دار ہو یا نور علی ہو
ہے دونوں فقیروں کی صدا ایک ہی جیسی





عشقِ عباسؑ

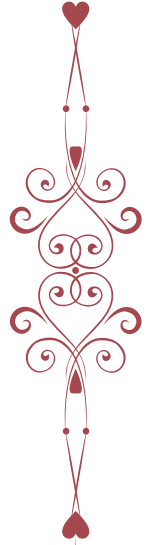
عباسؑ کا عاشق بھی ہوں اور ہوں بھی سلامت
مت سمجھو کہ پیمانِ وفا توڑ دیا ہے
عباسؑ کی بانہوں کی قسم کرتا جدا میں
یہ ہاتھ تو ماتم کیلئے چھوڑ دیا ہے



ماتمی ہوں میں

میں بنتِ مصطفیٰؐ کی دعا ماتمی ہوں میں
ہے خاص مجھ پہ رب کی عطا ماتمی ہوں میں
ماتم ہی بس ہے کام مرا ماتمی ہوں میں
کعبہ ہے میرا کرب و بلا ماتمی ہوں میں

عشقِ حسینؑ سے ہی سجایا گیا مجھے
ماتم کے واسطے ہی بنایا گیا مجھے





خلقت ہوئی ہے غم یہ منانے کے واسطے
آنکھیں ملی ہیں اشک بہانے کے واسطے
پائی زبان نوحہ سنانے کے واسطے
پاؤں ملے جلوس میں جانے کے واسطے

سینہ غم حسین کی تحریر کے لئے
میری کمر ہے ماتم زنجیر کے لئے

سب موسموں میں ایک ہی موسم کا انتظار
بزمِ خوشی میں مجھ کو رہے غم کا انتظار
مجلس کا اور حلقہ ماتم کا انتظار
کرتا ہوں سال بھر میں محرم کا انتظار

یہ انتظارِ غم نہ کبھی کم کروں گا میں
تربت میں بھی حسین کا ماتم کروں گا میں



ہر دم غمِ حسینِ منانے کا شوق ہے
مجلس کے بعد حلقہ بنانے کا شوق ہے
دنیا کو اپنی جان بچانے کا شوق ہے
اور مجھ کو اپنا خون بہانے کا شوق ہے

عشقِ غمِ حسین ہے میری اساس میں
کعبے کی مثل رہتا ہوں کالے لباس میں

مسلک مرا الگ ہے قبیلہ مرا جدا
ماتم میں بھی نماز کا آئے مجھے مزا
بیماریوں میں خاکِ شفا ہے مری دوا
ہے مجلسِ حسین کا لنگر مری غذا

احسان مجھ پہ یہ بھی ہے ربِ جلیل کا
تشنہ لبی میں پیتا ہوں پانیِ سبیل کا





ہر اک وجود چار عناصر سے ہے بنا
میں ماتمی ہوں میرے عناصر ہیں کچھ جدا
میری ہوا ہے پرچمِ عباس کی ہوا
مٹی ہے میری رب کی قسم خاکِ کربلا

پانی ہے چشمِ عابدِ مضطر کی دھار سے
اور آگ لی گئی ہے مری ذوالفقار سے

آقا مرا حسین بڑا بے نیاز ہے
میں کیا کہ انبیاء کا بھی یہ چارہ ساز ہے
یہ بات ہی تو میرے لئے وجہ ناز ہے
نوحہ مری ازان ہے ماتم نماز ہے

فرشِ عزا پہ کون ہے سر جس کا خم نہیں
میرے لئے یہ فرش، مصلے سے کم نہیں



کب وسعتِ جہاں میں سمائے ہیں میرے ہاتھ
میرے وجود ہی نے اٹھائے ہیں میرے ہاتھ
دستِ خدا نے آپ سجائے ہیں میرے ہاتھ
عباسؑ باوفا نے بنائے ہیں میرے ہاتھ

ماتم گناں جب عالمِ محشر میں آؤں گا
یہ ہاتھ میں جریؑ کے علم پر چھڑاؤں گا

رتبہ ملا ہے مجھ کو یہ پروردگار سے
ماتم ہمیشہ کرتا رہوں گا وقار سے
یہ اختیار پایا شہہؑ ذوالفقار سے
فتووں کے سر کو کاٹا ہے ماتم کے وار سے

کرتا ہوں بے نقاب میں رُخ ہر پلید کا
ماتم سے میرے دکھتا ہے سینہ یزید کا



ہر ماتمی کو جان سے پیاری ہے کربلا
خونِ حسین نے جو نکھاری ہے کربلا
ہارے گی اور نور نہ ہاری ہے کربلا
ہر ماتمی کی شکل میں جاری ہے کربلا

سایہ ہے ماتمی پہ شہہٴ مشرقین کا
ہر ماتمی ہے ایک سپاہی حسین کا

○

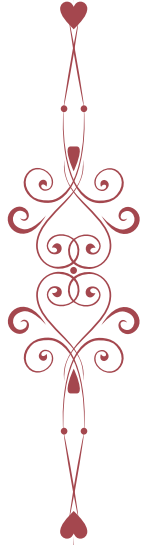
دنیا جہاں خلافِ عزا بولنے لگی
ہر ماتمی میں کرب و بلا بولنے لگی



ملکہ ایثار و وفا

کنیز سیدہ زہراً حبش کی ملکہ ہوں
بڑا مقام ہے میرا حبش کی ملکہ ہوں
وفاؤں کا ہوں میں کعبہ حبش کی ملکہ ہوں
زمانہ کہتا ہے فضہ حبش کی ملکہ ہوں

زمانے بھر سے یہ اونچا مقام رکھا ہے
مرا رسولِ دو عالم نے نام رکھا ہے



خدا سے میں نے یہ رتبہ عظیم پایا ہے
علیٰ ولی کی ولا نے مجھے سجایا ہے
رسولِ پاک نے بیٹی مجھے بنایا ہے
جناب زہراؑ نے مجھ کو بہن بلایا ہے

نماز عشق و وفا کی ازاں کہا ہے مجھے
جناب زہراؑ کے بچوں نے ماں کہا ہے مجھے

لُٹا کے تخت یہ دولت کمائی ہے میں نے
جبیں بتولؑ کے در پر جھکائی ہے میں نے
بلند سب سے یہ توقیر پائی ہے میں نے
کہ ساتھ زہراؑ کے چکلی چلائی ہے میں نے

زمیں پہ ہوتے ہوئے آسماں میں رہتی ہوں
خدا مکیں ہے جہاں اُس مکاں میں رہتی ہوں

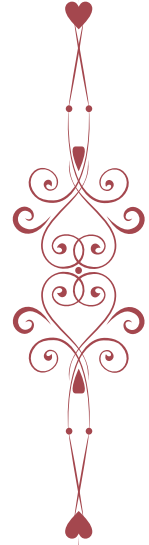


ہر ایک صورتِ حالات میں میں شامل ہوں
رسولِ پاک کی خدمات میں میں شامل ہوں
کرم یہ ہے کہ کرامات میں میں شامل ہوں
کلامِ پاک کی آیات میں میں شامل ہوں

طہارتوں کا ہی مفہوم کر دیا ہے مجھے
نگاہِ زہراً نے معصوم کر دیا ہے مجھے

قسمِ خدا کی زمانوں سے کامیاب ہوں میں
جو منتخب ہے نبی اُس کا انتخاب ہوں میں
یہ فخر ہے کہ کنیزِ ابتراب ہوں میں
نقابِ رب جلی کے لئے نقاب ہوں میں

بڑھے ہوئے یہ مراتب مزید بڑھتے ہیں
مری ردا پہ محمدؐ نماز پڑھتے ہیں



حسنِ حسین کا جھولا کبھی جھلاتی رہی
میں اپنے سینے پہ زیئب کو بھی سلاتی رہی
خدا کے ہاتھوں کا یوں ہاتھ میں بٹاتی رہی
نوالے ہاتھوں سے حسنین کو کھلاتی رہی

یہ میری خدمتِ اعلیٰ کا اک حوالہ ہے
جہان پالنے والوں کو میں نے پالا ہے

کسے خبر ہے کہ مجھ پر ہے جو عطا کیا ہے
مرا مقام ہے کیا میرا مرتبہ کیا ہے
مرے لئے یہ درِ بنتِ مصطفیٰ کیا ہے
زمانہ جانے گا کیسے مری وفا کیا ہے

وفائے آلِ نبیؐ کا سبق پڑھایا ہے
کہ میں نے گود میں عباسؑ کو کھلایا ہے

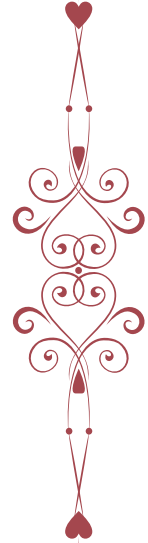


عظیم رتبوں کے حامل ہیں میثمؑ و قنبرؑ
کہاں جہان میں مقداڈ کا کوئی ہمسر
علیؑ ولی کی ولا سے ہیں معتبر بوزرؑ
ہیں اہل بیتؑ میں سلماںؑ بہ قول پیغمبرؐ

سمجھ سکو مرا رتبہ تو میں بتاتی ہوں
میں پاک زہراؑ کی تنہائیوں کی ساتھی ہوں

میں کن صفات کی مظہر ہوں یہ کسے ہے خبر
زنانِ دہر سے بہتر ہوں یہ کسے ہے خبر
حدودِ رجس سے باہر ہوں یہ کسے ہے خبر
میں کتنی طاہر و اطہر ہوں یہ کسے ہے خبر

وجودِ زہراؑ سے انوار کو سمویا ہے
کہ میں نے چادرِ تطہیر کو بھی دھویا ہے



درِ بتولؑ پہ اپنی حیات کی میں نے
یہیں پہ دن تو یہیں اپنی رات کی میں نے
بلند اور بھی کچھ اپنی ذات کی میں نے
زبان کھولی تو آیت میں بات کی میں نے

ہے اختیار، قضا کو بھی ٹوک سکتی ہوں
میں در پر آئے فرشتوں کو روک سکتی ہوں

زمانے تیرے کمالات کیا مرے آگے
یہ مال و زور کے کرشمات کیا مرے آگے
یہ روز و شب کے طلسمات کیا مرے آگے
ہے تخت و تاج کی اوقات کیا مرے آگے

بتولؑ پاک کا صدقہ اُتار آئی ہوں
میں تخت و تاج کو جوتی پہ مار آئی ہوں



ہے روزِ حشر کا امکان کون کس کے لئے
گُھلے گا آج ہے پہچان کون کس کے لئے
بنے گا عدل کی میزان کون کس کے لئے
ہوا ہے دین پہ قربان کون کس کے لئے

ہر ایک ماں کا وہاں نورِ عین آئے گا
مری طرف سے وہاں پر حسین آئے گا

کیا ہے نورِ علی یہ کلامِ فضّہ نے
بتایا دہر کو اپنا مقامِ فضّہ نے
نبھایا عہدِ وفا گامِ گامِ فضّہ نے
خود انبیاء سے لیا ہے سلامِ فضّہ نے

بہت ہی ارفع و عالی مقام ہے فضّہؑ
بتولؑ زادی کے پردے کا نام ہے فضّہؑ





جو سفرِ نسب کا ہے معیارِ خون میں
شامل ہے عشقِ حیدرِ کراڑِ خون میں

آتی ہے اُس کے جسم سے خوشبو بہشت کی
آتا ہے جب نہا کے عزادارِ خون میں

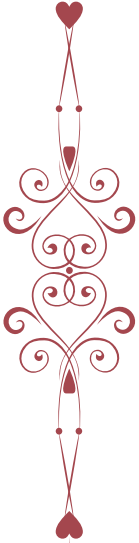
دل میں سمائے گی نہ ولائے علیؑ کبھی
ہے گردِ ذرا بھی بُغض کی مقدارِ خون میں

آتا ہے جب بھی دشمنِ شیرِ سامنے
کروٹ بدلنے لگتا ہے محتاڑِ خون میں

سولی پہ بھی سُناتے ہیں ہم مدحتِ علیؑ
یوں بولتا ہے میثمِ تماڑِ خون میں

ہے آرزو کہ دیکھوں زمانہ ظہور کا
دیکھوں میں ترلعینوں کی دستارِ خون میں

اے نورِ بن گئی وہ علاجِ غمِ حیات
زنجیرِ تر جو ہو گئی اک بارِ خون میں



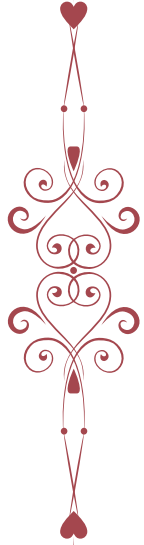


فضائل ذوالجناح

میں ہوں راہوارِ حسینؑ

مرتبز نام ہے شبیرؑ کا راہوار ہوں میں
نورِ اول کی قسم شاملِ انوار ہوں میں
خود وفادار یہ کہتے ہیں وفادار ہوں میں
میرے ہم جنس جو ہیں انکا علمدار ہوں میں

جب سے اللہ نے اس در کی غلامی دی ہے
مجھ کو آ آ کے فرشتوں نے سلامی دی ہے





وہ ہے شافعہؓ بطحا ہے آقا میرا
جس کی ٹھوکر میں ہے دنیا وہ ہے آقا میرا
جس کے سجدے میں ہے کعبہ وہ ہے آقا میرا
جو ہے عباسؓ کا آقا وہ ہے آقا میرا

نور کو جس نے اٹھایا وہ عماری میں ہوں
دوشِ احمدؓ کے سواروں کی سواری میں ہوں

اک طرف سارے شرف ایک طرف میرا سوار
اک طرف اوجِ سلف ایک طرف میرا سوار
دو جہاں ایک طرف ایک طرف میرا سوار
اک طرف نبیوں کی صف ایک طرف میرا سوار

اپنے راکب کے سبب قبلہٗ عشاق ہوں میں
کر بلا تجھ پہ جو اُترا ہے وہ بُراق ہوں میں



درِ زہراً پہ سدا سر کو جھکایا میں نے
خود میں پاکیزہ اُجالوں کو سمایا میں نے
اسی دربار سے یہ مرتبہ پایا میں نے
پشت پر وزنِ اول امر اٹھایا میں نے

کون کہتا ہے کہ پابندِ رہِ جہل ہوں میں
بہ خدا بولتے قرآن کے لئے رحل ہوں میں

کچھ کہوں اپنی زباں سے یہ کہاں میری مجال
میں نے پایا شہہٴ بے مثل کے دم سے یہ کمال
لا نہیں سکتا زمانے میں کوئی میری مثال
شہہٴ نے بچوں کی طرح رکھا سدا میرا خیال

دل شکستوں کے لئے حرفِ تسلی میں ہوں
جس سے ظاہر ہو تجلی وہ مجلی میں ہوں





درِ عمراں نے بخشا ہے یہ فیضان مجھے
روزِ اول سے ہے توحید پہ ایمان مجھے
حدِ ممکن میں نہیں لا سکا امکان مجھے
جانور ہے وہ ، سمجھتا ہے جو حیوان مجھے

آیتوں میں بہ خدا ذکر مرا آتا ہے
میری ٹاپوں کی تو اللہ قسم کھاتا ہے

رب نے کھائی ہے کبھی میرے پسینے کی قسم
کبھی چل بل کی کبھی میرے قرینے کی قسم
پاک بستی کی قسم ، پاک مدینے کی قسم
کھا کے کہتا ہوں میں بخشش کے سفینے کی قسم

شاملِ جزوئے ازاں ، رکنِ عبادت ہوتا ہے
یہ نہیں ہوتا تو قرآن کی آیت ہوتا



نسبتِ شاہ سے ہی صاحبِ اعزاز ہوں میں
جس کا دم بھرتا قُطْمِیر وہ دم ساز ہوں میں
ہے زمانے کو خبر معجزہ پرداز ہوں میں
پر نہیں رکھتا مگر مائلِ پرواز ہوں میں

پئے باطل میں دکھتا ہوا انگارہ ہوں
جو ہیں اللہ کے پیارے میں انہیں پیارا ہوں

نسبتِ خاص یہ رکھتی ہے طہارت مجھ سے
دور اللہ نے رکھی ہے نجاست مجھ سے
باتیں کرتی رہی اللہ کی آیت مجھ سے
کتنا خوش بخت ہوں میں، خوش ہے امامت مجھ سے

رب کعبہ کی قسم یوں بھی عبادت کی ہے
میں نے اللہ کے چہرے کی زیارت کی ہے





شکرِ خالق ، کہ مجھے بیتِ پیمبرؐ میں رکھا
دو جہاں جس کے گداگر ہیں اُسی گھر میں رکھا
کسی باطل نہ کسی غیر کے چکر میں رکھا
جب بھی رکھا مجھے اسلام کے لشکر میں رکھا

زین جب بھی شہہؑ والا نے سنواری ہے مری
خود نظر ثانی زہراً نے اُتاری ہے مری

دل ہلا دیتی ہے شیروں کا بھی لکار مری
راہ کب روک سکی ہے کوئی دیوار مری
ہر تمنا نظر آئی سحر آثار مری
روشنی کی بھی نہیں ہے جو ہے رفتار مری

ایسی رفتار بھلا کوئی کہاں پاتا ہے
کربلا ہی سے مجھے شام نظر آتا ہے

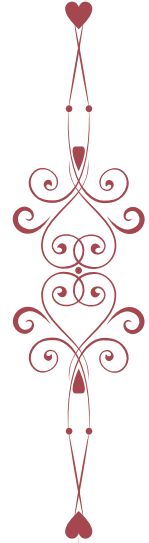


آسمانوں کے کناروں کی خبر ہے مجھ کو
نخس اور سعد ستاروں کی خبر ہے مجھ کو
جتنے سیار ہیں ساروں کی خبر ہے مجھ کو
شہہ کی نظروں کے اشاروں کی خبر ہے مجھ کو

ہے کہاں شہہ کی نظر کس نے یہاں جانا ہے
میں نے پہچانا یا عباسؑ نے پہچانا ہے

ماہ و خورشید کی ضو میں مرے پیرائے ہیں
ہم قدم عرش ہے قدسی مرے ہمسائے ہیں
مجھ میں اوصافِ ملائک بھی سمٹ آئے ہیں
گر وفاداری کے عباسؑ نے سکھلائے ہیں

اس لئے تشنہ لبی میرا اثاثہ ہی رہا
مثلِ عباسؑ ، لبِ نہر میں پیاسا ہی رہا





چہرہ شہا کا دیکھا ہے اُجالا میں نے
باقی رکھا ہے وفاؤں کا حوالہ میں نے
ہر قدم شہہ کے لئے خود کو سنبھالا میں نے
کربلا کے لئے خود پیاس کو پالا میں نے

صبر و ایثار کے معنوں کو بدل ڈالا ہے
موجِ دریا کو تو پیروں سے کچل ڈالا ہے

مرے مالک کی بڑی خاص عطا ہے مجھ پر
ہر قدم اک نئی رحمت کی گھٹا ہے مجھ پر
بابِ رحمت بھی ہر اک گام گھلا ہے مجھ پر
سایہ عباس کے پرچم کا رہا ہے مجھ پر

میرے قدموں میں زمانے کے کنارے ہوں گے
میری چنگاریاں دوزخ کے شرارے ہوں گے



امرِ خالق سے میں انوار کے پیکر میں ڈھلا
شبِ اسرا مری رفتار سے بُراق چلا
کب سمجھ پایا زمانہ مرے رتبے کو بھلا
جہاں حسنینِ پلے میں بھی اُسی گھر میں پلا

دانہ شہزادیٰ نے دامن میں کھلایا ہے مجھے
پانی سقائے سکینہ نے پلایا ہے مجھے

شان کو سمجھو مری ، میرا سراپا دیکھو
دشمنِ دین پہ تم میرا جھپٹنا دیکھو
چاہتے ہو جو اگر تم مرا رتبہ دیکھو
میرے پیروں سے سکینہ کا لپٹنا دیکھو

رتبہ امکانِ بشر میں یہ کبھی آ نہ سکا
مرتبہ ایسا فرشتہ بھی کوئی پا نہ سکا





ہے عزا دار زمانے میں دعائے زہراً
ہے عزا دار کے ہم راہ ولائے زہراً
ہے عزا دار پہ ہر گام عطائے زہراً
سایہ کرتی ہے سدا اُس پہ ردائے زہراً

ہر عزا دارِ مری شہیر کا معمار ہوں میں
برسرِ لاشئہ شہہ، پہلا عزا دار ہوں میں

شہیر اللہ سے پائی ہے شجاعت میں نے
ساتھ شہیر کے کی دین کی نصرت میں نے
پائی کچھ اس لئے دنیا میں یہ عزت میں نے
کی ہے عباس علمدار کی بیعت میں نے

دل مومن میں سدا میری عقیدت ہوگی
حشر تک میری شبیہوں کی زیارت ہوگی



بنی ہاشم کا زمانے میں ہشتم باقی ہے
کر بلا باقی ہے شبیر کا غم باقی ہے
میرے آقا کا زمانوں پہ کرم باقی ہے
میں ہوں باقی مرے غازی کا علم باقی ہے

خلق خالق نے کیا ہم کو امامت کے لئے
آج بھی باقی ہیں ہم آخری حجت کے لئے

مرتجز نور علی آج بھی کرتا ہے کلام
ساتھ قائم کے کروں گا میں سر دہر قیام
سارے عالم کو سمجھ آئے گا تب میرا مقام
جب مری پشت پہ آئے گا زمانے کا امام

پشیم آگاہ کو میں سجدہ شاہی دوں گا
میں انہیں سارے شہیدوں کی گواہی دوں گا





سجدہ عشق پر نگاہِ مودت

حالت نماز میں سجدہ وہ رکن ہے جو نماز کے جملہ ارکان میں سب سے زیادہ پسندیدہ باری تعالیٰ ہے، کیونکہ عاجزی میں سجدے کی حد سے آگے انساں جھک ہی نہیں سکتا اور اگر سجدہ کرنے والے کی جبین، عشق کے جذبہ سے سرشار ہو تو اُس سجدے کی قدر و منزلت کا درجہ کس قدر بلند ہوگا یہ آپ خود اندازہ کر لیں۔

نور علی نور جو اس کتاب کے مصنف ہیں فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے ساتھ ساتھ اہلبیت محمد و آل محمد کے سچے عاشق ہیں۔ اُن کے یہ جذبات فطری ہیں کیونکہ انہوں نے مذہبِ جعفری کو اپنے علم اور محبت کی بنا پر گلے لگایا اور اسی کے تصدق میں اچکویہ انعام ملا کہ وہ مدحت نگاری پر معمول کر دیئے گئے۔



دین اسلام میں عہد نبوی سے مدحت نگاری کا سلسلہ رواج پایا جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا ”حضرت ابوطالب“ وہ پہلے برگزیدہ شاعر ہیں جنہیں دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پذیرائی کے پھولوں کی مالاطی۔ یہ بھی سچ ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبائل عرب اپنی زبان دانی اور علمیت پر بڑے نازاں تھے۔ عربی اور عجمی کی اصطلاحات کا رواج بھی انہی لوگوں کی دین ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ کوئی بھی شاعر انکی اجازت کے بغیر خواہ وہ کتنا ہی محبت ہو، نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتا اور اسے مدحت کرنے کی توفیر سے نوازا نہیں جاسکتا۔ نور علی نور نے دنیاوی سکندروں اور کج کلاہوں سے منہ موڑ کر اپنے قلم کو عقیدت کی روشنائی میں ڈبویا اور قلم کو جائے نماز عشق پر سجدے کی سعادت سے ہمکنار کر دیا۔ ذات کریم کو یہ ادا پسند آئی تو محبوب خدا نے انہیں شاعر اہل بیت بننے کی نعمت عطا کر دی۔ ان کا ذہن صرف اور صرف اللہ و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت، آئمہ کی طہارت، شجاعت کے بارے میں سوچتا ہے۔ یہ پاک سوچ محبت کی آنچہ کندن بنتی ہے۔ مدحت کے ہیروں سے مزین ہوتی ہے اور قرطاس عشق پر انمول جوہرات کی لڑی کی صورت آنکھوں کو چندھیا دیتی ہے، ذہنوں کو مہکا دیتی ہے۔ یوں مشام جاں معطر ہو جاتے ہیں اگر کوئی ان اشعار کو پڑھتا ہے تو حلاوت عشق سے سرشار ہو جاتا ہے۔





شعر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دل سے نکلتا ہے اور دل پر اثر کرتا ہے۔ کتابِ جبینِ عشق کا سجدہ کا ہر شعر اس تعریفِ شعر پر مکمل کھرا ثابت ہوتا ہے۔ اُنکی شاعری میں آورد کا گمان کم کم ہوتا ہے۔

معاملاتِ عشق میں الفاظ کا انتخاب کرنا نہیں پڑتا بلکہ الفاظ کی ذہن پر برسات ہوتی ہے، جو سب کے سب رنگ برنگے موتیوں کی صورت ہوتے ہیں۔ شاعر اپنے مضمون کی مناسبت سے مختلف رنگوں کے موتیوں کا انتخاب کر کے محبت کی لڑی میں پڑوتا ہے۔ موتی درموتی، رنگ در رنگ گلستانِ مدحت کی شکل اختیار کرتے جاتے ہیں اور یوں کلامِ مدحت آنکھوں کو چکا چوند بخشنے لگتا ہے۔

نور علی نور کا تمسکِ اہلبیت کیا معجزہ دکھاتا ہے، آپ بھی دیکھئے

جہاں میں چودہ ہی معصوم ایسے ہیں جن کا
سبھی رسولؐ بہت احترام کرتے ہیں
مگر خدا کی خدائی میں اک ابوطالبؑ
ہے ایسا جس کو یہ چودہ سلام کرتے ہیں

اس عشق سے مہکے ہوئے قطعہ میں تاریخ کی شہادت ہے،
درجاتِ اہلبیت کا عکس ہے، اور حضرت علیؑ سے عبدالعباد تک آنے والے
اماموں کی عظمت، نجابت کے ساتھ اطاعت کا ذکر شامل ہے جسکی گواہی خود
لوحِ محفوظ سے اُترے ہوئے قرآنِ پاک کی زینت ہے۔

اسی طرح کے ایک اور مضمون کی سلیقہ مندی دیکھئے

اپنی مثال آپ ہیں یہ پانچ بے مثال
ہر چیز کو زوال ہے یہ پانچ لازوال

ہر کمال را زوال کا محاورہ تمام دنیوی خشک و تر پر حکم رکھتا ہے مگر
نچتن پاک کی برگزیدہ ہستیاں اس سے ماورا ہیں۔ دینی گلستان ادب کی امین
نور علی نور کی کتاب جبین عشق کا سجدہ الہیات، نبوت، امامت اور ان کی تابندہ
تعلیمات کے تقدس، طہارت، عظمت کا بے مثال مرقع اور شاعری کی گونا
صفات اور صنعتوں کا گنجینہ ہے۔

اگر کسی کے دل میں محبت اہل بیت کا فقط بیج ہے تو یہ کتاب اُسے
کونپل سے اٹھا کر طاقتور درخت بنانے کی تاثیر رکھتی ہے۔

نوازش علی شیخ

نثار آرٹ پریس لاہور



دیکر کتابیں

(غزلیات)	بہکل
(نظم و غزل)	پے ترتیب
(شاعری در شان جماعت)	اقتیم و فنا
(مذہبی مضامین)	تائید معصوم

فیر طبع

(نوے)	لفظوں کا اعراہ خانہ
(دوسرا ایڈیشن)	پے ترتیب
(تیسرا ایڈیشن)	اقتیم و فنا
(14 مرتبے)	معراج قلم
(مدی محمدہ و آل محمد)	بہتر آیتیں

جو حرف با وضو آیا ہے کاغذ کے مصلے پر
ہے محرابِ مودت میں جبینِ عشق کا سجدہ

استاس و عا نفا
نثار آرٹ پریس (ہائیکو) لمیٹڈ